تربیت

راه
سعادت انسان

محمدباقر دانش

تربیت

راہ

سعادت انسان

مؤلف:
محمد باقر دانش کمنگوی

نام کتاب .... تربیت راہ سعادت انسان

مؤلف .... محمد باقر دانش کمنگوی

ناشر .... مؤسسہ فرہنگی انتشاراتی انصاری

کمپوزنگ .... کمنگوی کمپیوٹر سنٹر

تاریخ اشاعت .... ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ جنوری ۲۰۰۲

تعداد ۲۰۰۰

اشاعت .... اول

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

تقدیم

میں اپنی اس مختصر سی
محنت کو انسانیت کے
عظیم مربی،
امیر المؤمنین حضرت امام
علی ابن ابی طالب علیہ السلام
کی بارگاہ اقدس میں ھدیہ
کرتا ھوں
گر قبول افتد زھے
عزو شرف
- مؤلف -

بسمہ تعالیٰ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین۔

مقدمہ

تمام حمد وستائش اس ذات لم یزل ولایزال کے لئے مختص ہے جس نے اپنے بندوں کی ہدایت اور رہبری کی خاطر بعثت انبیاء کے ساتھ ساتھ نزول کتب کا سلسلہ بھی جاری رکھا تا کہ کوئی شخص اس کے حضور عذر نافرمانی پیش نہ کر سکے چنانچہ تمام انبیاء کرام اور ان پر نازل ہونے والی آسمانی کتابیں لوگوں کو خدا اور بندوں کے درمیان نیز خود بندوں کے باہمی حدود وفرائض سے آگاہ کرتے رہے ہیں لیکن بہرحال ان تمام آسمانی کتب میں فقط ایک کتاب جس کی حفاظت کی ضمانت خود خداوند کریم نے اپنے ذمہ لی دست خیانت اور جنایت سے محفوظ رہ سکی گویا خدا نے اس کتاب کو تمام ہادیان معصوم اور غیر معصوم اور تمام کتب سماوی وغیر سماوی کے لئے امام بنایا ہے اور ان سب کی صحت وسقم اور آفاقیت کے لئے یہ کتاب مہر سند کی حیثیت رکھتی ہے اسی لئے روایات معصومین (ع) میں آیا ہے کہ اگر انسان اس کتاب کی ایک آیت کو اپنے لئے اسوہ عمل بنائے تو اسے نجات دینے کے لئے یہی کافی ہے یہ

انسان جس طرح اپنے جسم کے لئے غذا، لباس، اور مکان کے نیاز مند ہیں اسی طرح ان کی جان بھی تعلیم و تربیت کی محتاج ہے وہ انسان جو اپنے خلقت کے غرض سے آگاہ نہ ہو اور جس کی پسندیدہ طریقوں سے پرورش نہ ہوئی ہو، مکارم اخلاق سے آراستہ نہ ہو، بُری صفتوں اور خصلتوں سے تزکیہ نہ ہوا ہو ایسا انسان اگر چہ ظاہری طور پر انسان ہے لیکن درحقیقت انسانیت کے کاروان سے کروڑوں میل دور ہے چنانچہ اس کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

تن آدمی شریف است به جان آدمیت

نه همین لباس زیباست نشان آدمیت

اسے چاہیئے کہ وہ اپنے بارے میں غور کرے اور روحانی ترقی کی جانب توجہ دے کیونکہ اس کے بغیر وہ نامکمل ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ انبیاء و اولیاء الٰہی کی سب سے بڑی ذمہ داری تعلیم و تربیت تھی اور خداوند عالم نے بھی اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہے کہ میں نے مؤمنین پر احسان کیا ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کی خاطر ان کی طرف رسول بھیجے ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ:

ایمان والوں پر اللہ نے بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ (۱)

چنانچہ اس آیت سے واضح ہے کہ پیغمبروں کو لوگوں کے درمیان بھیجا تا کہ ان پر آیات الٰہی کی تلاوت کریں اور انھیں تعلیم وتربیت سے نوازیں جو خدا کی ایک بہت بڑی نعمت واحسان ہے۔ ایک اور آیت میں تعلیم وتربیت کو انسانوں کے لئے مایہ حیات قرار دیا ہے اور وہ لوگ جنہیں انبیاء الٰہی کی تعلیم وتربیت حاصل نہیں ہوئی انھیں مردہ شمار کیا گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ.

ترجمہ:

اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہو جب وہ تمہیں حیات آفرین باتوں کی طرف بلائیں۔ (۲)

---

۱) آل عمران ۱۶۴۔

۲) انفال ۲۴۔

اور آج کل علمی محافل اور تربیتی مراکز میں بھی اولاد کی تربیت اور پرورش سب سے زیادہ مورد بحث نظر آتی ہے۔

اولاد کی تربیت والدین کی ایک اہم ترین ذمہ داری ہے اور تربیت ہی وہ بہترین راستہ ہے جس کے ذریعے انسان اپنے اہداف میں کامیاب ہوسکتا ہے اور تربیت یافتہ شخص معاشرے کے لئے باعث افتخار بن سکتا ہے۔تمام والدین کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ ہمارے بچے اچھی تربیت کے حامل ہوں اور اچھے انسان بنیں۔لیکن آج کے اس مادی دور میں کہ جب مادیات پر توجہ ہونے اور خود والدین کی اسلامی روش اور طریقہ کار سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے ان وظائف الٰہی پر عمل ہوتے ہوئے نظر نہیں آتا۔قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق یہ بہت بڑے نقصان کا باعث بنتا ہے اور اس کی وجہ سے بچے صحیح تعلیم وتربیت حاصل کرنے سے محروم ہوجاتے ہیں اور معاشرے میں فساد کا باعث بنتے ہیں اس کے مجرم والدین ہیں کہ جنہوں نے ان کی صحیح تربیت نہیں کی البتہ اس دور میں بچوں کی تربیت کرنا آسان کام نہیں کیونکہ ایک طرف سے مغربی کلچر اور دوسری طرف سے نئی ایجادات جیسے ڈش انٹینا،انٹیرنٹ اور دوسرے عوامل کا غلط استعمال ہے بہر حال دنیا آج اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ بغیر تربیت کے کوئی بھی انسان اپنے اہداف ومقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا اور تربیت نہ ہونے کی وجہ سے آج جہانِ غرب اس چیز کی سزا بھگت رہا ہے یہ معاشرہ محبت کی کمی اور گھریلو اختلافات کی وجہ سے آج بہت سے جرائم کے مرتکب

ہو رہا ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ کے اسکولوں میں ہر مہینے میں کئی بے گناہ طالب علم اپنے ہم کلاس ساتھیوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور جب اس جرم کے بارے میں تحقیق کی جاتی ہے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان میں تربیت اور ہدایت جیسے حیات بخش عوامل کا فقدان تھا اسی وجہ سے یہ بچے اس قسم کے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں اور انہی عوامل کی وجہ سے یہ بچے اپنے ساتھ اسلحہ رکھتے ہیں اور منشیات استعمال کرتے ہیں اخلاق، ادب اور تربیت نامی کوئی چیز ان کے اندر دکھائی نہیں دیتی۔

اس معاشرے میں یہ مشکلات ہمارے لئے بھی ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں لہذا جاننا چاہیئے کہ اس کے مقابل ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

چنانچہ اس کا صرف ایک ہی راہ حل نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا، انبیاء اور اولیاء خدا کے بتائے ہوئے اصول پر گامزن ہو کر ان پر پورا اترنے کی کوشش کی جائے اور اولاد کی تربیت کے لئے ان نکات اور تدابیر پر عمل کیا جائے جو معصومین علیہم السلام نے بیان فرمائے ہیں کیونکہ یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے ذریعہ ہم اپنے مقاصد تک پہنچ سکتے ہیں اور خاص طور پر امیر المؤمنین علیہ السلام کا وہ مکتوب جسے ہم اسی کتاب کے دوسرے حصہ میں بیان کریں گے جو حضرتؑ نے حاضرین نامی جگہ پر صفین سے واپسی کے وقت اپنے فرزند ارجمند امام حسن مجتبیٰ (ع) کے نام تحریر فرمایا اس میں وہ نکات اور اصول وقوانین موجود ہیں جسے آج تک سوائے حضرت کے کوئی بھی بیان نہیں کرسکا۔

اگر والدین اور اساتید محترم ان نکات پر صحیح توجہ دیں تو انھیں تربیت کے تمام اصول اس خط سے مل سکتے ہیں جس میں حضرت علیؑ نے تربیت کے مہم ترین مسائل کو بیان فرمایا ہے اور جو ممکن ہے اس نئے دور میں ایک اساسی اور بنیادی ترین کام کو انسانوں کی زندگی میں ایجاد کرے جیسا کہ خود امام (ع) نے اس کے اصلی مخاطبین والدین اور اساتید کو قرار دیا ہے۔

اگر امام علیہ السلام کے دور کے مسائل اور ان میں حضرت کی مصروفیت کو مدنظر رکھ کر اس خط کو دیکھا جائے تو اس مہربان باپ کی محبت کا ہم آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ نے اولاد کی تربیت کو زندگی کے مہمترین مسائل میں شمار کیا ہے اور نسل جوان جن کی زندگی ابھی ابتدائی مراحل میں ہے، جنہوں نے ابھی اپنی زندگی کو شروع کیا ہے ان کو چاہیے کہ وہ اس مہربان باپ کے ان قیمتی نکات کو اپنے لئے نمونہ عمل بنا کر اپنی زندگی کو ان نورانی کلمات کے مطابق شروع کریں اور اپنی اولاد کی صحیح تربیت کر کے انھیں انسان کامل بنا کر معاشرے کے حوالے کریں۔

لیکن اس مقام پر محترم قارئین کے سامنے ایک درد دل بھی کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تربیت اتنا مہم امر ہونے کے باوجود آج کل تربیت سے زیادہ تعلیم پر توجہ دی جاتی ہے تعلیم کے لئے زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں لیکن تربیت کے لئے ایک دو گھنٹہ دینے کو بھی تیار نہیں ہوتے جبکہ جس طرح انسان تعلیم کا نیازمند ہے اسی طرح اسے تربیت کی بھی ضرورت ہے کیونکہ جب یہ انسان پیدا

ہوتا ہے تو اس وقت تمام ادراکات سے خالی ہوتا ہے کہ جس کی جانب ارشاد الہی ہوتا ہے:

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا۔

ترجمہ:

اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے شکموں سے اس حال میں نکالا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔(۱)

انسان علم حاصل کرتا ہے تاکہ کشف راز اور طبیعت کو مہار کر سکے لیکن تربیت خود انسان کے سرکش نفس کو مہار کرنے کے لئے ہے یہ اس کی شخصیت کو بنانے کے لئے ضروری ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر انسان کا نفس تربیت یافتہ نہ ہو تو وہ علم کو بھی غلط راستہ پر لگا دیتا ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ،، اذا فسد العالم فسد العالم تربیت کے بغیر علم کی مثال ایسی ہے جیسے چور کو روشنی و نور فراہم ہو گیا ہو اسی لئے قرآن کریم نے تین آیات میں تربیت کو تعلیم پر مقدم کیا ہے (۲) اور فقط ایک جگہ پر تعلیم کو تزکیہ پر مقدم کیا ہے (۳) اور وہ بھی تقدم طبیعی ہے کہ تعلیم طبیعی لحاظ سے تربیت پر مقدم ہے۔

---

۱) نحل ۷۸۔

۲) بقرہ ۱۲۸، ۱۵۱، آل عمران ۱۶۴، جمعہ ۲۔

۳) بقرہ ۱۲۹۔

لہذا اس موقع پر تربیت کے قوانین اور عوامل سے زیادہ آگاہ ہونے کی خاطر معزز قارئین کی خدمت میں یہ مختصر سی کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس میں تربیت کے اہم عوامل کو بیان کیا گیا ہے، ہم نے اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے: پہلا حصہ تربیت، قرآن اور سنت کے نقطہ نظر سے اور دوسرا حصہ حضرت امام علی علیہ السلام کا مکتوب جس کے بارے میں ہم نے پہلے اشارہ کیا۔

خدائے متعال کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کم عرصہ میں اس بندہ حقیر کو کتاب ہذا کی تکمیل کی توفیق عنایت فرمائی اور ساتھ میں پیغمبر اسلام (ص) کی اس مشہور حدیث (مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہ) پر عمل کرتے ہوئے ان برادران کے بھی شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے اس کار خیر میں تعاون کیا اور معزز قارئین سے گزارش ہے کہ اگر مطالعہ کے دوران کوئی خامی نظر آئے تو ضرور مجھے آگاہ فرمائیں کیونکہ انسان سے غلطی ہو سکتی ہے مگر خدا ہے جو اپنے لطف و کرم سے سہو و نسیان سے محفوظ رکھے۔

والحمد للہ اولاً و آخراً

محمد باقر دانش کمنگوی

حوزہ علمیہ قم

۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

☆ پہلا حصہ ☆

تربیت، قرآن وسنت کی روشنی میں

تربیت؟

تربیت اوراس کے مترادف الفاظ ان کلمات میں سے ہیں جن کو ہر ایک اپنی روز مرہ کی زندگی میں استعمال کرتا ہے مثلاً جب بھی کسی سے ملاقات کرتا ہے تو اس کے بارے میں (باتربیت) (باادب) جیسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔

اوراگر ہم سے سوال کیا جائے کہ تربیت کے کیا معنی ہیں تو ہم شاید اس کی صحیح اور دقیق تعریف نہ کرسکیں کیونکہ علماء تربیت بھی اس کے معنی میں اتفاق نظر نہیں رکھتے ہیں۔اور ہر ایک نے اپنے فہم ،خیال ،فکر اور تجربہ کے حساب سے اس کا معنی کیا ہے۔ہم پہلے اس کے لغوی اور اصطلاحی معنی آپ کی خدمت میں پیش کریں گے اس کے بعد آیات قرآنی اور روایات معصومین (ع) میں اس کی اہمیت کو بیان کریں گے۔

تربیت لغت میں:

تربیت مادہ رب سے ہے رب کے معنی ہے برتری رب القوم،قوم پر برتری حاصل کرسکا ،اس پر سیاست رانی کرنا ،الرب یعنی سردار ،مالک اصلاح کنندہ(۱)

---

۱) المنجد ص۳۶۲۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں:

الربُّ فی الأصل التربیة وھو إنشاء الشیء حالاً فحالاً إلی حدّ التمام؛

رب کے اصل معنی تربیت کرنا یعنی کسی چیز کو تدریجاً نشو و نما دے کر حد کمال تک پہنچانا۔(۱)

صاحب لسان عرب نے اس طرح معنی کیا ہے:

رَبّی ،تَرْبِیَةً وَتَرَبّی الْوَلَدَ :غَذّاہُ وَجَعَلَهُ یَرْبُو رَبَّیْتُهُ ...ای غَذَوْتُهُ ،ھذا لِکُلِّ ما یَنْمیٰ کَالْوَلَدِ وَالزَّرْعِ وَنَحْوِہِ

یعنی بچے کو کھانا دینا اور اس کی پرورش کرنا، اس کو کھلانا، پلانا اور یہ ہر اس چیز پر صدق آتا ہے جو نشو و نما پاتی ہے جیسے، بچہ، زراعت اور اس طرح کی اور چیزیں۔(۲)

تربیت اصطلاح میں:

(۱) تعلیم و تربیت ان اعمال اور تاثیرات کا مجموعہ ہے جو ایک عمدہ اور ہدف والا انسان (مربی) خصوصاً وہ افراد جو بالغ اور تجربہ کار ہیں اور وہ بچوں اور نوجوانوں کے اندر اخلاقی اور عملی صفات کو ایجاد کرنا چاہتے ہیں۔(۳)

---

۱) مفردات راغب۔

۲) لسان عرب باب الراء (مادہ ربو)۔

۳) دفتر حوزہ و دانشگاہ؛ فلسفہ تعلیم و تربیت ص ۳۶۶۔

(۲) تربیت: یعنی وہ مناسب الفاظ اور کلمات جو کسی کے اندر مناسب رفتار پیدا کرنے اور اس کو ایک اچھے ہدف تک پہنچانے اور اس کی استعداد کو اجاگر کرنے کے لئے آہستہ آہستہ کمالات کی طرف حرکت دیں۔(۱)

تربیت قرآن کی نگاہ میں

اولاد، اللہ تعالی کی ایک ایسی امانت ہے جسے اللہ تعالی نے انسان کے سپرد کیا ہے اور اس امانت کی صحیح تربیت کرنے اور اس کی صحیح پروش کرنے پر قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر تاکید کی گئی ہے۔

قرآن نے ایک انسان کی پروش اور اس کی صحیح تربیت کرنے کو عبادت قرار دیا ہے اور ایک انسان کی تربیت اور ہدایت کو تمام انسانوں کی ہدایت اور تربیت کرنے سے تعبیر کیا ہے۔

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا.

ترجمہ:

اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی (۲)

---

۱) اسلام و تعلیم و تربیت ص ۱۴۔

۲) مائدہ ۳۲۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: زندہ کرنے سے مراد ظاہری حیات نہیں ہے بلکہ یہاں زندہ کرنے سے مراد نفس انسان ہے یعنی ایک مردہ نفس کو زندہ کرنا اور ایک گمراہ انسان کی رہنمائی کرنا ہے۔

قرآن مجید نے ارسال رسل اور بعثت انبیاء کے فلسفے کو انسان کی ہدایت، تزکیہ اور تربیت قرار دیا ہے:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ.

ترجمہ:

جیسے ہم نے تمہارے درمیان خود تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہیں پاکیزہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔(۱)

ایک اور جگہ اللہ تعالی نے انبیاء کی خدمات کو تربیت انسان بیان کیا ہے۔

---

۱) بقرہ/۱۵۱۔

چنانچہ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ايٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

ترجمہ:

اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات سنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلم دے اور انہیں (ہر قسم کے رذائل سے) پاک کرے۔ بیشک تو بڑا غالب آنے والا، حکیم ہے۔(۱)

اگر خدانخواستہ ہم نے اس امر مہم میں سستی کی اور اپنے گھر والوں کی تربیت میں سستی سے کام لیا اور اس وجہ سے ہماری اولاد برے راستہ پر گامزن ہو جائے، غلط افکار اور برے کاموں میں مشغول ہو جائے، گمراہ لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شروع کر دے اور مغربی تہذیب کی طرف مائل ہو جائے اور بے پردہ ہو جائے اور اس طرح ہمارے پورے گھر والے بے تربیت ہو جائیں تو اس کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے اور اس کا جواب اللہ تعالی کے سامنے ہمیں دینا ہوگا کہ ان کی تربیت کرنے میں ہم نے سستی سے کام لیا۔ اس مطلب کی جانب خداوند متعال سورہ تحریم میں ارشاد فرماتا ہے:

---

۱) بقرہ ۱۲۹۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا قُوٓا اَنفُسَكُمْ وَاَهْلِيكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔

ترجمہ:

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔(۱)

حضرت ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: میں ان کو کیسے بچاؤں؟ (امام علیہ السلام) نے فرمایا: ''امر خدا کا حکم دو اور نہی خدا سے روکو۔ اگر تمہاری اطاعت کی تو تم نے انھیں جہنم سے بچالیا اور اگر نافرمانی ہوئی تو تم نے اپنا فریضہ ادا کیا'' اولاد کے بارے میں یہ حکم ہے کہ سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کی عادت ڈالو۔(۲)

یہ بات جاننا بھی مناسب ہے کہ تربیت میں موعظہ اور ارشاد کا

---

۱) تحریم ۶۔

۲) ترجمہ وحاشیہ قرآن، علامہ شیخ محسن علی نجفی، ص ۵۵۳۔

خاص کردار ہے قرآن نے موعظہ کو تربیت کے لئے ایک اہم عنصر قرار دیا ہے۔

ارشاد رب العزت ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۔ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ۔

ترجمہ:

اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے یہ قرآن تمہارے پاس نصیحت اور تمہارے دلوں کی بیماری کے لئے شفا اور مؤمنین کے لئے ہدایت ورحمت بن کر آیا ہے۔ کہہ دیجئے: اللہ کے اس فضل اور اس کی اس رحمت کو پاکر لوگوں کو خوش ہونا چاہیے کیونکہ یہ اس (مال ومتاع) سے بہتر ہے جسے لوگ جمع کرتے ہیں۔(۱)

تربیت ائمہ معصومین (ع) کی نگاہ میں

جس طرح قرآن نے اچھی تربیت کرنے کی تاکید کی ہے اسی طرح انبیاء (ع) اور ائمہ اطہار (ع) نے بھی تربیت کو انسان کی زندگی اور ایک اچھے معاشرے کے لئے مایہ حیات قرار دیا ہے۔

---

۱) یونس ۵۷، ۵۸۔

جیسا کہ خود خداوند عالم نے قرآن کریم میں انبیاء کرام کا کام تربیت انسان بتایا ہے اور بہت سی جگہ اولیاء خدا کے اہداف کو انسان سازی اور تربیت انسان بیان فرمایا ہے اسی طرح ائمہ اطہارؑ نے جو انبیاء کے بعد ہدایت بشر اور تربیت و تزکیہ انسان کے ذمہ دار ہیں بہت سے مقامات پر اسی مناسبت سے احادیث اور خطبے ارشاد فرمائے ہیں۔ تو ایک اچھے معاشرے کی کامیابی اور اس کی ترقی کا راز اچھی تربیت، تزکیہ نفس اور پرورش روح میں پوشیدہ ہے۔

پیغمبر اسلام (ص) جنہوں نے اپنی مبارک زندگی کو انسان سازی اور گمراہ انسانوں کی ہدایت اور ان کی تربیت میں گزار دیا، اپنی بعثت کے فلسفہ اور ہدف کو یوں بیان فرماتے ہیں: إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ۔(۱)

نیز آپ نے (ص) اولاد کی صحیح تربیت کے بارے فرمایا:

أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَ أَحْسِنُوا آدَابَكُمْ.

ترجمہ:

اپنی اولاد کا احترام کرو اور ان کی اچھی تربیت کرو۔(۲)

ایک اور جگہ آنحضرت (ص) اپنی محبت، اپنے اہلبیتؑ کی محبت اور تعلیم قرآن کی اہمیت کو بیان فرماتے ہوئے والدین سے مخاطب ہیں:

---

۱) بحار الانوار، ج۱۶، ص۲۱۰، مستدرک، ج۱۱، ص۱۸۷، مکارم الاخلاق، ص۸۔
۲) بحار الانوار، ج۱۰۱، ص۹۵، وسائل الشیعہ، ج۲۱، ص۴۷۶، مستدرک، ۱۵، ص۱۶۸، عوالی اللآلی، ج۱، ص۲۵۴، مکارم الاخلاق، ص۲۲۲۔

اَدِّبُوا اَولادَکُم عَلٰی ثَلاثِ خِصالٍ: حُبُّ نَبِیِّکُم وَحُبُّ اَهلِ بَیتِهِ وَقِرَآءَةِ القُرآنِ۔

ترجمہ:

اپنے بچوں کو تین خصلتوں کی تربیت کرو اپنے پیغمبر (ص) کی محبت ان کے آل کی محبت اور تعلیم قرآن کریم۔ (۱)

ایک اور جگہ پیغمبر اسلام (ص) نے والدین کی طرف سے اپنی اولاد کو بہترین ہدیہ اچھی تربیت بیان فرمایا ہے:

مَانَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ اَفضَلَ مِن اَدَابٍ حَسَنٍ۔

ترجمہ:

کوئی بھی باپ اپنے بیٹے کو اچھی تربیت سے بہتر اور کوئی ہدیہ نہیں دے سکتا۔ (۲)

ایک اور روایت میں آنحضرت نے فرمایا:

کوئی بھی باپ اپنے بیٹے کو ادب کے برابر کوئی ارث نہیں دے سکتا۔ (۳)

تربیت کی اہمیت اس قدر ہے کہ ہمارے دینی رہبروں نے ہمیشہ خدا سے اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنے میں اور ان کو ایک اچھا انسان بنانے میں مدد مانگی ہے۔

---

۱) کنز العمال، ج۱۶، ص۴۵۶۔

۲) کنز العمال، ج۱۶، ص۴۵۶، مستدرک، ج۱۵، ص۱۶۴۔

۳) کنز العمال، ج۱۶، ۴۶۰۔

امام سجاد علیہ السلام خدا سے اپنی اولاد کی اچھی تربیت میں کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں:

وَاَعِنِّی عَلٰی تَرْبِیَتِهِمْ وَتَاْدِیْبِهِمْ وَبِرِّهِم۔

ترجمہ:

خدایا اولاد کی تربیت اور آداب سکھانے اور نیک بنانے میں میری مدد فرما۔(۱)

عوامل تربیت

عوامل اور اسباب تربیت وہ ہیں جو انسان کے وجود میں اہم کام انجام دیں یعنی تربیت کے عوامل وہ ہیں کہ جو انسان کی زندگی میں تاثیر اور اثر رکھتے ہو اور یہی عوامل ہیں جو انسان کی خوشبختی اور بدبختی کے باعث ہیں۔ ویسے تو یہ عوامل بہت زیادہ ہیں لیکن ہم ان میں سے چند اہم عوامل پیش کرتے ہیں:

(الف) قانونِ وراثت

علمی اعتبار سے یہ بات ثابت ہے کہ جو صفات ماں باپ میں ہوگی وہی صفات اولاد میں منتقل ہوتی ہیں اگر ماں باپ شجاع ہوں تو اولاد بھی شجاع ہوگی، اگر

---

۳) صحیفہ سجادیہ، ص ۱۲۰، مصباح ص ۱۶۵۔

ماں باپ باغیرت ہوں تو اولاد بھی باغیرت ہوگی۔

وراثت ان مہم عوامل میں سے ایک ہے کہ جو کم وبیش بچوں پر ضرور اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر ان کے آباؤ اجداد اچھے ہوں اور ان کے کردار اور اعمال صحیح ہوں تو بچے بھی صحیح تربیت یافتہ ہوں گے، جو کام والدین انجام دیں گے وہی کام بچے انجام دیں گے وہ ماں باپ کو اپنا رب (پرورش کرنے والا) سمجھتے ہیں یعنی بچے جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ والدین کے کردار اور اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ وراثت ایک مسلّم حقیقت ہے جو تربیت اولاد میں بہت مؤثر ہے اسلام اور مفکرین کی نظر میں وراثتی اثر کو تسلیم کیا گیا ہے شاید یہ آیہ شریفہ بھی اسی امر کی طرف اشارہ کرتی ہو۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ۔

ترجمہ:

اور پاکیزہ زمین اپنا سبزہ اپنے رب کے حکم سے نکالتی ہے اور خراب زمین کی پیداوار بھی ناقص ہوتی ہے یوں ہم شکرگزاروں کے لئے اپنی آیات کو مختلف انداز سے بیان کرتے ہیں۔(۱)

---

۱) الاعراف ۵۸۔

اسی لئے اسلام نے انسان کو اس بات سے خبردار کیا ہے کہ اگر تم اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنا چاہتے ہو اور اس چیز کے آرزومند ہو کہ بچے اچھی زندگی اختیار کریں تو شادی سے پہلے اس بات کی طرف ضرور توجہ دو کہ تم کس کے ساتھ شادی کر رہے ہو اور اس بات کا بھی خیال رکھو کہ شادی میں کیا چیز معیار ہونی چاہیے وہ چیزیں جو شادی سے پہلے ایک انسان (لڑکا یا لڑکی) کو مدنظر رکھنا ضروری ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ وہ اس بات کا خیال رکھے کہ جس شخص کا اس نے اپنی زندگی کے لئے انتخاب کیا ہے اور آیندہ اس کے بچے کی ماں یا باپ ہونگے، انھیں کس طرح کا ہونا چاہیے اور کن صفات کا حامل ہونا چاہیے آیا خوبصورت ہوں یا زیادہ پڑھے لکھے ہوں یا بہت زیادہ دولت مند ہوں، متقی ودیندار ہوں یا بے دین و بے بند و بار وغیرہ...؟! چنانچہ اس کا معیار جسے ہمارے آئمہ اطہار (ع) نے بیان فرمایا ہے آپ حضرات کے خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

پیغمبر اسلام (ص) نے ارشاد فرمایا:

اِیّاکَ وَالْخَضْراءَ الدِّمَنْ ،قِیْلَ یارَسُولَ اللّٰہ وَمَاخَضْراءُ الدِّمَنْ قالَ :اَلْمَرءَةُ الْحَسْناءُ فِیْ مَنْبَتِ السُّوْءِ۔

ترجمہ:

اس پھول سے ہوشیار رہو جو گندی جگہ پر نکل آتے ہیں سوال کیا یا رسول اللہ

وہ پھول جو گندی جگہ پر نکلتے ہیں کونسے ہیں آپ (ص) نے فرمایا وہ خوبصورت عورت جو ایک پست اور برے گھرانے میں پیدا ہوئی ہو۔(۱)

یہاں پر دین اسلام نے دو مہم امر کی طرف اشارہ کیا ہے ایک وہ انسان دین دار اور باایمان ہو اور دوسرا با اخلاق ہو، انہی دو امر کی طرف بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

پیغمبر اسلام (ص) نے ارشاد فرمایا:

إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَ دِينَهُ فَزَوِّجُوهُ۔

ترجمہ:

اگر کوئی تمہارے پاس آئے اور تم اس کے اخلاق اور دین سے راضی ہو جاؤ تو اس کی شادی کرواؤ۔(۲)

اسلام کا کوئی بھی حکم حکمت سے خالی نہیں ہے لہذا یہ حکم بھی حکمت سے خالی نہیں ہوگا اس کی ایک حکمت امام حسن مجتبی (ع) نے اپنی ایک حدیث میں یوں بیان فرمائی:

---

۱) الکافی ج ۵، ص ۳۳۲، من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳، ص ۳۹۱، التہذیب ج ۷، ص ۴۰۳، وسائل الشیعہ ج ۲۰، ص ۳۵، ۳۸، مستدرک ج ۱۴، ص ۱۹۳، ۱۶۶، بحار الانوار ج ۱۰۰، ص ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۶، روضۃ الواعظین ج ۲، ص ۳۷۵، شرح نہج البلاغہ ج ۱، ص ۲۵۳، عوالی اللآلی ج ۱، ص ۲۵۸، فقہ الرضا ص ۲۳۳، المقنعہ ص ۵۱۲، مکارم الاخلاق ص ۲۰۳، نزہۃ الناظر ص ۹۸۔

۲) الکافی ج ۵، ص ۳۴۷، التہذیب ج ۷، ص ۳۹۴، وسائل شیعہ ج ۲۰، ص ۷۶، ۷۷، ۷۸، بحار الانوار ج ۸۸، ص ۲۶۴، ج ۱۰۰، ص ۳۷۳، عوالی اللآلی ج ۲، ص ۲۷۴۔

اِنْ اَحَبَّهَا اَکْرَمَهَا وَاِنْ لَمْ یُحِبَّهَا فَلَمْ یَظْلِمْهَا۔

ترجمہ:

اگر اس سے محبت ہے تو اس کے ساتھ مہربانی کرے گا۔ اور اگر اس کو نہیں چاہتا ہے تو اس پر ظلم نہیں کرے گا۔(۱)

ہمارے دینی راہنماؤں نے ہمیشہ ہمیں سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کی ہے اور ہمیں گمراہ ہونے سے بچایا ہے۔

حسین بن بشار نے جب اپنے ایک رشتہ دار سے شادی کرنا چاہا تو امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں اپنے ایک رشتہ دار سے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ برے اخلاق کے حامل ہیں۔

تو آپ (ع) نے جواب میں فرمایا:

لَاتُزَوِّجْهُ اِنْ کَانَ سَیِّئَ الْخُلْقِ۔

اگر بداخلاق ہے تو اس سے شادی مت کرو۔(۲)

اور اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انبیاء الہی، الہی سفیر اور ائمہ معصومین (ع) ہمیشہ انسانوں کو اچھے راستے کی ہدایت اور بری راہوں سے نجات دیتے رہے ہیں اور جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ان کے علاوہ کوئی

---

۱) مکارم الاخلاق ص ۲۰۴۔

۲) وسائل الشیعہ ج ۲۰، ص ۸۱، مستدرک ج ۱۴، ص ۱۹۲، بحار الانوار ج ۱۰۰ ص ۲۳۴، مکارم الاخلاق ص ۲۰۴

اور اسے حل نہیں کر سکتا ہے چاہے وہ مشکل میں گرفتار ان کے حضور میں ہو یا ان کے پُر برکت احادیث اور نورانی کلمات کے ذریعے اپنی مشکل کو حل کرے واضح ہے کہ انہی کے ذریعہ ہم کامیاب ہو سکتے ہیں اور انہی کے ذریعہ ہم اپنے اہداف کو حاصل کر سکتے ہیں۔

(ب) خاندان

بچوں کی تربیت کا منبع ان کا اپنا گھر ہوتا ہے، یہ گھر ہے جو بچوں کو سب کچھ سکھاتا ہے۔ یا یوں بیان کریں کہ یہ بچے ہیں جو گھر سے سب کچھ حاصل کرتے ہیں اگر ان کا گھر سالم ہوگا تو یہ بھی اس گھر سے سالم نکلیں گے گویا جو کچھ گھر میں ہوتا ہے یہ اس کو اپنا لیتے ہیں حتی بول چال میں بھی بچے گھر والوں کے پیرو ہوتے ہیں جیسے اگر ان کے ماں باپ اردو بولتے ہیں تو یہ بھی اردو بولیں گے اگر بچوں کے ماں باپ بلتی زبان بولتے ہوں گے تو بچے بھی یہی زبان اختیار کریں گے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ گھر والے بلتی زبان میں گفتگو کریں اور بچہ عربی زبان میں۔ جو زبان گھر والے استعمال کرتے ہیں بچے بھی وہی استعمال کریں گے اگر ان کے ماں باپ نمازی ہیں تو یہ بھی نمازی ہوں گے اگر گھر کا ماحول اچھا ہوگا تو یہ بھی اچھی تربیت کے حامل ہوں گے بچے ہمیشہ اس فکر اور اس خیال میں رہتے ہیں کہ ان کے والدین کن افعال کو انجام دیتے ہیں تاکہ یہ بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے ان افعال کو انجام دیں اور یہ بچے

اپنے گھر والوں کو اپنے لئے نمونہ عمل تصور کرتے ہیں اگر خدانخواستہ ماں باپ کے اعمال اور ان کا کردار غیر اسلامی ہو تو یہ بھی انہی کی طرح بنیں گے اس لئے کہ جو چیز ظرف کے اندر ہوتی ہے چھلکنے پر وہی باہر نکلتی ہے۔ یہ والدین پر منحصر ہے کہ وہ بچوں کو کس طرح تربیت دیتے ہیں۔

پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا:

كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ.

ترجمہ:

ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت الٰہی پر پیدا ہوتا ہے یہ والدین ہیں جو اس کو یہودی، نصرانی اور مجوسی بناتے ہیں۔

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں والدین ہی ان بچوں کے ذمہ دار اور مسئول ہیں اب یہ والدین پر ہے کہ وہ بچوں کی کس طرح پرورش کرتے ہیں گھر والوں کا اور والدین کا صرف یہ کام نہیں کہ ان کی غذا اور صفائی کا خیال رکھیں بلکہ والدین کا کام ہے کہ ان کو فطرت توحید پر قائم رکھیں اور اچھی تربیت دیں اور ان کے رفتار و کردار پر کڑی نظر رکھیں۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے اولاد کے وہ حقوق جو والدین کے ذمہ

ہیں بیان کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے۔

وَأَمَّا حَقُّ وَلَدِکَ فَتَعْلَمُ أَنَّهُ مِنْکَ وَمُضَافٌ إِلَيْکَ فِیْ عَاجِلِ الدُّنْيَا بِخَيْرِهِ وَشَرِّهِ وَأَنَّکَ مَسْئُولٌ عَمَّا وَلَيْتَهُ مِنْ حُسْنِ الْأَدَبِ وَالدَّلَالَةِ عَلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمَعُونَةِ عَلَى طَاعَتِهِ فَاعْمَلْ فِیْ أَمْرِهِ عَمَلَ مَنْ يَعْلَمُ أَنَّهُ مُثَابٌ عَلَى الْإِحْسَانِ إِلَيْهِ مُعَاقَبٌ عَلَى الْإِسَاءَةِ إِلَيْهِ۔

ترجمہ:

تم پر تمہاری اولاد کا حق یہ ہے کہ تم جان لو ان کا وجود تم سے ہے اور ان کے نیک اور برے اعمال اس دنیا میں تم سے وابستہ ہیں کہ تم عند اللہ ان کی اچھی تربیت اور ان کی اچھے راستہ کی طرف راہنمائی کے ذمہ دار ہو پس تمہارا کام اس آدمی کی طرح ہونا چاہیے کہ جو جانتا ہو کہ ان کے لئے نیکی کرنا ثواب اور ان کے حق میں کوتاہی کرنا گناہ ہے۔(۱)

---

۱) من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲،ص ۶۱۳، وسائل الشیعہ ج ۱۵،ص ۱۷۵، مستدرک ج ۱۱،ص ۱۶۰،ج ۱۵،ص ۱۶۸، بحار الانوار ج ۷۱،ص ۱۵، تحف العقول ص ۲۶۳، الخصال ج ۲،ص ۵۶۸، الامالی للصدوق، ۳۷۱، روضۃ الواعظین، ج ۲،ص ۳۲۸، مکارم الاخلاق،ص ۴۲۱۔

والدین کے فرائض

اولاد کی صحیح تربیت کرنے میں والدین کو ذرا سی بھی سستی اور کوتاہی نہیں کرنی چاہیے جس طرح والدین اپنی خوشبختی اور سعادت کے لئے سعی اور کوشش کرتے ہیں اسی طرح انہیں اپنی اولاد کی سعادت اور خوشبختی کے لئے بھی سعی اور کوشش کرنی چاہیے یہ سعادت اور خوشبختی دنیوی ہو یا اخروی کیونکہ خداوند عالم نے اولاد کو والدین کا ایک جزء قرار دیا ہے جو ان سے الگ ہو کر وجود میں آتی ہے۔

ارشاد رب العزت ہے:

وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُبِينٌ۔(۱)

ترجمہ:

اور ان لوگوں نے اللہ کے بندوں میں سے (کچھ کو) اللہ کا جزء (اولاد) بنا دیا۔ یہ انسان یقیناً کھلا ناشکرا ہے۔

بندوں کو اللہ کا جزء قرار دینے سے مراد اولاد ہے۔ ان لوگوں نے اللہ کے بعض بندوں کو اللہ کی اولاد قرار دیا کیونکہ اولاد باپ کا حصہ اور اس کے وجود کا ایک جزء ہوتی ہے جو اس سے الگ ہو کر وجود میں آتی ہے۔(۲)

---

۱) زخرف ۱۵۔

۲) ترجمہ وحاشیہ قرآن، علامہ شیخ محسن علی نجفی ص ۲۸۱۔

بہر حال اگر آپ اچھا کام کرتے ہیں تو ان کو بھی اچھے کام کی طرف رغبت دلائیں اگر آپ نماز جماعت پڑھتے ہیں تو ان کو بھی ساتھ لیکر جائیں اگر آپ روزہ رکھتے ہیں تو ان کو بھی اس عبادت کا عادی بنائیں اگر ماں پردہ دار ہے تو بیٹی کو بھی پردہ دار بنائے اور اگر اس کے برعکس ہو جائے کہ آپ نیک کام انجام دیں آپ اہل نماز جماعت اور روزہ دار ہوں اور پردہ دار ہوں لیکن اپنے بچوں کو ان کاموں کی طرف رغبت نہ دلائیں اور نیک کاموں کی طرف ان کی ہدایت نہ کریں تو کل اس کے ذمہ دار والدین ہیں اگر بیٹا برے دوستوں کے ساتھ روابط رکھے، بیٹی کسی نامحرم کے ساتھ آنا جانا رکھے، محرم اور نامحرم میں تمیز نہ رکھے تو کل یہ جہنم میں جائیں گے اور ان کے ساتھ ان کے والدین بھی جہنم میں جائیں گے کیونکہ انہوں نے ان کی صحیح تربیت نہیں کی، بیٹی جہنم میں جائے گی اور اس کے ساتھ پردہ دار ماں بھی جہنم میں جائے گی اس لئے کہ اس نے خود تو حجاب اور پردہ کو اہمیت دی لیکن اپنی بیٹی پر کوئی توجہ نہیں دی اس نے بے عفتی اور نامحرم کے ساتھ غلط روابط کو نہیں روکا قران کریم نے بھی اس نکتہ کے بارے میں صراحت کے ساتھ اعلان کیا ہے کہ اگر والدین صرف اپنی اصلاح کی فکر میں رہیں اور اپنے بچوں کے بارے میں کوئی فکر نہ کریں تو کل اولاد کے گناہوں کی وجہ سے باایمان باپ اور باایمان ماں کو جہنم میں ڈالا دیا جائے گا کیونکہ ان کا فریضہ تھا کہ وہ بچوں کی سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتے۔

سورہ زمر میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَ أَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ۔

ترجمہ:

گھاٹے میں تو یقیناوہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن خود کو اور اپنے عیال کو گھاٹے میں ڈال دیں۔خبردار! یہی کھلا گھاٹا ہے۔(۱)

اور اگر ہم نے ان کی صحیح تربیت کی اور ان کو اولاد صالح بنایا تو یہ ہمارے لئے باعث افتخار ہے اور ایسی اولاد صالح پر پیغمبر اسلام (ص) بھی فخر کرتے ہیں اور اس کو بہشت کے ایک خوبصورت پھول سے تعبیر فرماتے ہیں:

آپ (ص) نے فرمایا:

اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ رَيْحَانَةٌ مِنْ رَيَاحِينِ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ:

صالح اولاد بہشت کے پھولوں میں سے ایک پھول ہے۔(۲)

پس والدین کو چاہیے کہ ایک لحظہ کے لئے بھی اپنے بچوں کی تربیت میں کوتاہی نہ کریں۔کیونکہ اسلام نے اس کام کو عبادت قرار دیا ہے پیغمبر اسلامؐ نے ان والدین

---

۱) زمر/۱۵۔

۲) مستدرک، ج۱۵،ص۱۱۳، الجعفریات، ص۱۸۸۔

کے لئے کہ جنہوں نے اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی ہے خدا کی رحمت اور لطف و کرم کی دعا فرمائی ہے۔

رَحِمَ اللّٰهُ وَالِدَيْنِ أَعَانَا وَلَدَهُمَا عَلٰى بِرِّهِمَا.

ترجمہ:

خدا ان والدین پر رحم کرے جو اپنی اولاد کی تربیت میں مدد کرتے ہیں۔(۱)

سب سے زیادہ اہم ذمہ داری والدین کا بچوں سے محبت کرنا ہے کیونکہ بچوں سے محبت ضروری کاموں میں سے ہے کہ جس کی طرف قرآن اور ائمہ معصومین (ع) نے اشارہ فرمایا ہے کیونکہ ہر بچے کی تربیت میں پیار اور محبت ضرور ہونا چاہئے. بدبخت، شریر، مجرم اور خطرناک معمولا وہ لوگ ہوتے ہے جو بچپنے میں ماں باپ کی محبت اور پیار سے محروم رہے ہوں اور اکثر معاشرے کے اچھے لوگ وہ ہوتے ہیں جو بچپنے اور جوانی میں ماں باپ کی محبت اور پیار کے سایہ میں بڑھے ہوں اور یہ وہی لوگ ہیں جن سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور معاشرہ ان کے وجود پر افتخار کرتا ہے۔

ڈاکٹر ژان پیاژہ (فرانس کی یونیورسٹی میں بچوں کے تربیتی علوم کا استاد) کہتا ہے: اگر بچے کو کافی حد تک محبت ملے تو وہ ڈراونے خوابوں، اضطراب اور پریشانی سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ ڈراونے خواب دیکھنے کا سب سے مہم سبب پیار و محبت کی

---

۱) مستدرک ج۱۵ص ۱۶۸، ج ۱۵ص ۱۲۷، الکافی ج۶ص ۴۸، التھذیب ج۸ص ۱۱۲، وسائل ج۲۱ص ۴۸۰، الجعفریات ص ۱۸۷۔

کی ہے(۱)۔

ہمیں چاہیئے کہ بچوں کو اپنی محبت کے آغوش میں جگہ دیں کیونکہ ہر بچہ محبت کا پیاسا ہوتا ہے اور دوسری طرف ہمارے دینی رہبروں کی احادیث ہیں جو ہمیں بچوں سے محبت کرنے اور ان کے ساتھ مہربانی کے ساتھ پیش آنے کی تاکید کرتی ہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْحَمُ الرَّجُلَ لِشِدَّةِ حُبِّهِ لِوَلَدِهِ.

ترجمہ:

پروردگار عالم انسان پر اس کی اپنے بچوں سے شدت محبت اور دوستی کی وجہ سے رحم کرتا ہے۔(۲)

ایک اور گفتگو میں آپ (ع) نے اشارہ فرمایا:

أَحِبُّوا الصِّبْيَانَ وَارْحَمُوهُمْ وَإِذَا وَعَدْتُمُوهُمْ فَفُوا لَهُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَرَوْنَ إِلَّا أَنَّكُمْ تَرْزُقُونَهُمْ....

ترجمہ:

بچوں سے محبت کرو اور ان پر رحم کرو اور جب بھی ان سے وعدہ کرو تو اسے پورا کرو کیونکہ وہ تم کو اپنا رزق دینے والا سمجھتے ہیں۔(۳)

---

۱) زندگی و پرورش کودک ژان پیاژہ ص ۱۵۔

۲) بحار الانوار ج ۱۰۴، ص ۹۵۔

۳) من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۳۱۰، ۳۱۱، اصول کافی ج ۲، ص ۸۲۔

ایک اور جگہ پیغمبر اسلام (ص) سے حدیث نقل ہوئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا:

أحِبُّوا الصِّبْیَانَ وَارْحَمُوهُمْ۔

ترجمہ:

بچوں سے محبت کرو اور ان پر رحم کرو

وَكَانَ النَّبِيُّ (ص) اِذَا أصْبَحَ مَسَحَ عَلٰى رُؤُسِ وُلْدِهٖ۔

رسول خدا (ص) ہر روز جب نیند سے اٹھتے تھے تو اپنے ہاتھ کو بچوں کے سر پر پھیرتے تھے۔(۱)

ایک اور حدیث میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَبَّلَ وَلَدَهُ كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ حَسَنَةً وَمَنْ فَرَّحَهُ فَرَّحَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ:

جو شخص اپنے بچہ کو بوسہ دے تو خداوند عالم ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھتا ہے اور جو بھی اپنے بچہ کو خوش کرے اللہ تعالی اس کو قیامت کے دن خوش کرتا ہے۔(۲)

۱) وسائل ج ۵، ص ۱۲۶، بحار الانوار ج ۲۳ ص ۱۱۴۔

۲) کافی ج ۶، ص ۴۹۔

اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَكْثِرُوا مِنْ قُبْلَةِ اَوْلَادِكُمْ فَاِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ قُبْلَةٍ دَرَجَةً

ترجمہ:

اپنے بچوں کو زیادہ بوسہ دو کیونکہ ہر بوسہ پر تمھارے لئے نیکی اور مقام ہے۔(۱)

(ج) ماحول

ایک اور عامل جو سب سے اہم ہے وہ ماحول ہے یعنی وہ معاشرہ جس میں انسان زندگی گزار رہا ہے اس کی تربیت میں گہرا اثر رکھتا ہے کیونکہ انسان خود بخود اس ماحول اور معاشرے سے متاثر ہو جاتا ہے جسے وہ صبح و شام دیکھ رہا ہے، اگر وہ ماحول اچھا ہوا تو یہ بھی اچھا ہوگا اور اگر وہ ماحول صحیح نہ ہوا تو یہ بھی ایک گمراہ انسان بن سکتا ہے، البتہ ماحول کے بنانے یا بگاڑنے میں افراد کا کس قدر کردار ہے؟ یہ بحث معاشرہ شناس افراد کا کام ہے لہذا اس سے گریز کرتے ہوئے ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ماحول کا کردار انسان کی تربیت میں بہت زیادہ مؤثر ہے کیونکہ انسان کے افعال اس کی فکر کا نتیجہ ہیں اور انسان اسی ماحول کی طرز و تفکر کو اختیار کرتا ہے جہاں وہ زندگی بسر کرتا ہے۔

---

۱) وسائل ج ۵، ص ۱۲۶۔

اسلام کی نگاہ میں ماحول کی اہمیت

اسلام نے بھی ماحول کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور تاکید کی ہے کہ اگر کسی نئے ماحول میں جانا چاہتے ہو تو وہاں کے بارے میں تحقیق اور تفحص کرو اور جس ماحول میں انسان رہ رہا ہے اگر وہ صحیح نہیں تو اسے چاہیئے کہ اس معاشرے سے ہجرت کر جائے چنانچہ ہجرت کے بارے میں قرآن کریم میں ذکر ہے کہ جب گنہگاروں سے سوال کیا جاتا ہے کہ تم لوگوں نے زمین پر فساد کیوں پھیلایا اور خدا پر کیوں ایمان نہیں لائے تو یہ لوگ جواب دیتے ہیں کہ ہم ایسے معاشرے میں زندگی کرتے تھے کہ جہاں ہمارے پاس بقدر کافی معلومات نہیں تھیں، ہم جاہل تھے اور صحیح راستے کا علم نہیں تھا اور صحیح تحقیق نہیں کر سکے۔

قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ، قَالُوْا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔

ترجمہ:

وہ کہتے ہیں: ہم اس سرزمین میں بے بس تھے۔فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ کی سرزمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ پس ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔(۱)

---

۱) سورہ نساء ۹۷۔

یہ آیت ان لوگوں کے لئے ایک حجت ہے جو دار الاسلام سے دار الکفر کی طرف ہجرت کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو اپنے مذہب پر قائم نہیں رکھ سکتے۔(۱)

اس آیہ شریفہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں ماحول کا اور اس کے اثرات کا انسان کی تربیت میں بہت زیادہ حصہ ہے اور بہت سی روایات اور احادیث بھی ماحول اور معاشرے کی اہمیت کو بیان کرتی ہیں۔ کیونکہ انسان جس معاشرے میں زندگی بسر کرتے ہیں خواہ ناخواہ وہاں کے حالات سے متاثر ہو جاتے ہیں اور اس معاشرے کے عقائد اور بود و باش اس پر اثر کرتے ہیں اور بہر حال اس میں تبدیلی ضرور آجاتی ہے۔ قرآن کریم نے بنی اسرائیل کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ (۲)

ترجمہ:

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار کرایا تو وہ ایسے لوگوں کے پاس پہنچ گئے جو اپنے بتوں کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایسا معبود بنا جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔ موسیٰ نے کہا: تم تو بڑی نادان قوم ہو۔

---

۱) ترجمہ و حاشیہ قرآن، علامہ شیخ محسن علی نجفی، ص ۹۷۔

۲) اعراف ۱۳۸۔

اسی لئے اسلام نے اپنے پیروکاروں کو ان مراحل سے بچنے کے لئے غیر اسلامی ملکوں میں ہجرت کرنے اور وہاں سکونت اختیار کرنے سے منع کیا ہے تا کہ وہ اس محیط سے خراب نہ ہو جائے۔

پیغمبر خدا (ص) نے فرمایا:

الا انی بریٔ من کل مسلم نزل مع مشرک فی دار الحرب۔

ترجمہ:

اگاہ رہو! ہر وہ مسلمان جو کسی کافر ملک میں کسی مشرک سے ملاقات کرے اور وہاں سکونت اختیار کرے میں اس سے بیزار ہوں۔ (۱)

امیر المؤمنین علیہ السلام سے اس طرح روایت ہوئی ہے:

من الکبائر قتل المؤمن عمداً ... و التعرب بعد الھجرۃ۔

ترجمہ:

گناہ کبیرہ میں سے ایک مسلمان کو عمداً قتل کرنا ہے اور ایک گناہ کبیرہ یہ ہے کہ انسان اسلام قبول کرنے اور بلاد کفر سے مہاجرت کے بعد کسی گمراہ اور مشرک معاشرے میں داخل ہو جائے۔ (۲)

....

۱) مستدرک ج ۲، ص ۲۶۰۔

۲) بحار ج ۱۹، ص ۱۲۶۔

[بلاد کفر میں صرف اقامت مقصود نہیں ہے بلکہ وہاں کے عقائد اور بود و باش سے متاثر ہونا اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ ہم رنگ ہو جانا ہے۔] (۱)

(د) اسکول اور استاد

گھر اور معاشرے کے بعد اہم ترین عوامل میں سے ایک اسکول اور استاد ہیں جو ممکن ہے انسان کی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کریں گھر کے بعد دوسری جگہ جہاں اس کی تربیت ہوتی ہے وہ اسکول ہے ممکن ہے یہاں سے وہ بچہ انسان کامل بنے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے برعکس ہو یہ اس اسکول کے ماحول اور نظام پر موقوف ہے اسکول کے اندر دو چیزیں ایسی ہیں جو انسان کی تربیت میں مؤثر ہیں ایک ہم کلاس بچے اور دوسرا استاد۔

ہم کلاس (کلاس فیلو): اگر کسی طالب علم کا ہم کلاس اچھا ہو اور صحیح تربیت یافتہ ہو اچھے گھرانے سے تعلق رکھتا ہو تو وہ اس بچے کے لئے بہترین مددگار ثابت ہوگا وہ اپنے کلاس فیلو کو صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرے گا اور مشکل میں اس کی مدد کرے گا اور اگر اس کا ہم کلاس مؤدب طالب علم نہ ہو اچھے گھرانے سے تعلق نہ رکھتا ہو اور گمراہ ہو تو وہ اپنے کلاس فیلو کو بھی گمراہ کر دے گا اور اس کے عقائد کو بھی خراب کرے گا اور اس کو اپنے اہداف سے دور کرنے کا بھی سبب بنے گا چنانچہ والدین کو اس بات کی طرف

---

۱) آشنائی با نظام تربیتی اسلام، ص ۱۰۶۔

متوجہ رہنا چاہیے کہ ان کے بچے کیسے افراد کے ساتھ آمدرفت رکھتے ہیں اور کن افراد کو اپنا کلاس فیلو اور دوست بناتے ہیں۔

استاد: استاد بھی تربیت کے اہم ترین عوامل میں گنے جاتے ہیں اگر استاد اچھے، نیک اور باایمان ہوں اور اپنے فرائض کو صحیح طریقہ سے انجام دیں اور طالب علم کو ایک امانت الٰہی سمجھیں تو ممکن ہے وہ بچے جو گھر کے ماحول میں صحیح تربیت نہیں پا سکے اور وراثت کے لحاظ سے کمی رکھتے ہوں وہ اچھے انسان میں تبدیل ہو جائیں اور معاشرہ کے لئے مفید اور سعادتمند انسان بنیں۔

بچے استاد کو اپنے لئے نمونہ بناتے ہیں ان کی رفتار اور ان کے اخلاق سے متاثر ہو جاتے ہیں اور ممکن ہے وہ بچے جو اچھی تربیت کے حامل نہ ہوں لیکن اچھے استاد انھیں اچھے انسان میں تبدیل کر سکتے ہیں۔

تاریخ ملل ونحل میں اس طرح کے واقعات بہت زیادہ موجود ہیں مثلاً معاویہ ابن یزید جس کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ اس کا باپ یزید قاتل حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام ہے اور اس نے ایک عمر شراب نوشی، فساد اور فحشاء میں گزاری اور اس کی ماں مشہور ترین بدکار عورتوں میں شمار ہوتی تھی اور بہر حال اس نے کیا کیا فساد اور ظلم انجام نہیں دیئے؟...

دیکھے اس کے تربیتی مراحل کتنے خراب اور فاسد ہیں، اس کا دادا معاویہ جو فساد اور فحشاء پھیلانے میں اپنی مثال آپ ہے اس کا جدّ ابوسفیان جو مشہور ہے کہ ہمیشہ

رسول اکرم (ص) اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتا رہا۔لیکن ان تمام مفاسد اور خاندان کے پست ہونے کے باوجود ایک ذمہ دار اور فرض شناس استاد اور ایک نیک معلم نے اسے کس طرح اس خاندان سے الگ کردیا اور کس طرح اس کی تربیت کی کہ یزید کے مرنے کے بعد جب یہ شام جیسے فساد و برائیوں کے مرکز میں مسجد کے منبر پر گیا اور تمام لوگ اس کی بیعت کرنے کے لئے مسجد میں جمع ہوئے تو اس نے خدا اور اس کی رسول کے حمد و ثنا بجالانے کے بعد، اہلبیت پیغمبر (ص) پر درود بھیجا پھر حضرت امام علی (ع) اور ان کے خاندان کو اچھے الفاظ سے یاد کرکے (جبکہ شام میں جہاں علی (ع) کا نام لینا سخت منع اور جرم شمار ہوتا تھا) کہا: اے لوگو میرے دادا معاویہ اور میرے باپ یزید غاصب تھے۔انھوں نے خلافت کو غصب کیا تھا اور میرے لئے یہ سخت ناگوار ہے اور میں جانتا ہوں یہ لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار ہیں۔اے لوگو خلافت، علی علیہ السلام اور ان کے فرزندوں کا حق ہے۔جاؤ حقیقی امام کو پہچانو۔بہر حال بہت سعی و کوشش اور تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس کا استاد شیعیان اہل البیت (ع) میں سے تھا۔(۱)

دیکھئے استاد کے کردار نے کس طرح خاندانی اخلاق اور رفتار کو تبدیل کیا اور اسے ایک اچھے انسان میں بدل دیا۔پیغمبر اسلام (ص) نے بھی اسی مطلب کی

---

۱) مسئولیت تربیت، محمد دشتی، ص ۴۵ (نقل از تاریخ سیاسی اسلام، ج ۱، ص ۳۵۵)۔

طرف اشارہ فرمایا ہے:

اَلسَّعِيْدُ قَدْ يَشْقٰى وَ الشَّقِیُّ قَدْ يَسْعَدُ۔

ترجمہ:

کبھی کچھ موثر عوامل کی وجہ سے (سعید اور صالح) شقی اور بد بخت ہو جاتا ہے اور (شقی اور بدکار) سعید اور راہ راست پر آ جاتا ہے۔ (۱)

اور ممکن ہے ایک بچہ جس نے تمام تربیتی مراحل کو اچھے انداز میں طے کیا ہو لیکن استاد اور مربی کے اچھا نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس کو برے راستہ کی طرف لے جائے اور اس کو تباہ و برباد کر دے۔ اسی لئے حضرت امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَاعِلْمَ اِلَّامِنْ عَالِمٍ رَبَّانِی۔

ترجمہ:

متقی اور پرہیز گار استادوں سے ہی علم حاصل کرو۔ (۲)

استاد کا طالب علم کی نشو و نما اور پرورش میں بہت زیادہ حصہ ہے نشو و نما سے مراد نشو و نما جسمی نہیں ہے بلکہ یہاں نشو و نما سے مراد روحی و معنوی نشو و نما ہے، استاد کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ پروردگار کے سامنے اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور اس امانت کی صحیح

---

۱) تفسیر روح البیان، ج ۱، ص ۱۰۴۔

۲) الکافی، ج ۱، ص ۱۷، وسائل الشیعہ ۲۷، ص ۱۹ مستدرک، ج ۱۱، ص ۲۵۸، بحار الانوار، ج ۱، ص ۱۳۸ تحف العقول، ص ۳۸۷۔

طرح حفاظت اور تربیت کرے تا کہ خدا کی رحمت اور اس کی تمام مخلوقات کی دعاؤں کا مستحق ہو۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مُعَلِّمُ الْخَيْرِ تَسْتَغْفِرُ لَهُ دَوَابُّ الْاَرْضِ وَحِيتَانُ الْبَحْرِ وَكُلُّ صَغِيرَةٍ وَكَبِيرَةٍ فِي اَرْضِ اللّٰهِ وَسَمَائِهِ.

ترجمہ:

وہ استاد جو لوگوں کو خیر اور نیکی کی طرف دعوت دیتا ہے اس کی مغفرت کے لئے تمام مخلوقات زمین ، دریا کی مچھلیاں اور زمین اور آسمان میں چھوٹا بڑا موجود اللہ سے دعا کرتا ہے۔(۱)

---

۱) بحار، ج ۲، ص ۱۷۔

(ھ) دوست واحباب

دوست بھی ان عوامل میں سے ہے جو انسان کی تربیت میں بہت زیادہ مؤثر ہے انسان اپنے بچپنے سے لیکر جوانی اور بوڑھاپے تک دوست کی ضروت کو محسوس کرتا ہے انسان ذاتا معاشرت پسند اور اجتماعی ہے۔ اسلئے دوست اس کی زندگی میں بہت زیادہ ضروری ہے جو ممکن ہے ایک اچھا دوست ہو یا ممکن ہے برا دوست ہو یہ خود انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ کس طرح کا دوست انتخاب کرتا ہے۔ اگر اچھے دوست کا انتخاب کیا تو وہ اس کی زندگی میں ہمیشہ مددگار ثابت ہوگا، ہر وقت اس کے کام آئے گا اور اس کی غیر موجودگی کو محسوس کرے گا اور ایک اچھا دوست ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اس کے بھلائی کے بارے میں سوچے گا۔ اور اگر اس کا دوست برا ہوا تو اس پر منفی اثرات مترتب کرے گا اور اپنے غلط افکار کے ذریعے اس کو گمراہ کریگا اور وہ کبھی کسی موقع پر بھی اس کے کام نہیں آئے گا جب اس کو کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوگی تو اس کے پیچھے آئے گا لیکن جب ضرورت ختم ہو جائے گا تو اس کو بھول جائے گا۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ زندگی میں دوست کا ہونا بہت ضروری ہے۔

اس بارے میں موجود چند عربی اشعار کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

[خود انسان سے اس کے بارے میں سوال نہیں کرو بلکہ اس کے دوست کے بارے میں سوال کرو کیونکہ دوست دوست کے تابع ہوتا ہے. جہاں زندگی بسر کرتا ہے وہاں کے اچھے لوگوں کے ساتھ روابط رکھو اور پست افراد کے

ساتھ نشست و برخاست نہ رکھو کیونکہ ان کے ساتھ رہنا تمھاری پستی کا سبب بنتا ہے۔](۱)

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اچھے دوست کی اہمیت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ بِالْإِخْوَانِ فَإِنَّهُمْ عُدَّةٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ أَلَا تَسْمَعُونَ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى (فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ وَ لَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ).

ترجمہ:

اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ دوستی کو مضبوط کرو کیونکہ یہ لوگ دنیا و آخرت کا ذخیرہ ہیں کیا اللہ تعالی کے کلام کو نہیں سنا (اس سخت دن کے موقع پر کوئی شفیع اور دوست اور رشتہ دار کام نہیں آئینگے)۔(۲)

---

۱) شرح ابیات المغنی، ج ۷، ص ۱۳۱۔

۲) مستدرک ج ۸، ص ۳۲۳۔

☆دوسرا حصہ☆

تربیت، امام علیؑ کے مکتوب کی روشنی میں

کچھ خطبہ کے بارے میں!

یہ وصیت نامہ امیر المومنین (علیہ السلام) کے مشہور ترین وصیتوں میں سے ہے اس نورانی وصیت نامہ کو سید رضی (رح) سے پہلے چند بزرگ علماء نے بھی بیان کیا ہے ان میں سے:

(۱) محمد بن یعقوب کلینی (متوفای ۳۲۸ق.) نے کتاب رسائل میں.

(۲) ابو حامد حسن بن عبداللہ عسکری (شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کے استاد) نے کتاب الزاجر میں۔

(۳) احمد بن عبد ربہ مالکی (متوفای ۳۲۸ق.) نے کتاب عقائد الفرائد میں جس کو دو حصوں میں دو عنوان کے تحت باب (مواعظة الآباء للابناء) میں بیان کیا ہے:

پہلا حصہ: حصہ سوم میں صفحہ ۱۵۵ تحت عنوان (و کتب علی بن ابی طالب الی ولده الحسن)

دوسرا حصہ: صفحہ ۱۵۶ تحت عنوان (و کتب الی ولده محمد بن حنفیه)

(۴) شیخ صدوق (متوفای ۳۸۱ق.) نے اس کے کچھ حصہ کو دو مورد میں کتاب من لایحضره الفقیہ: حصہ سوم صفحہ ۳۶۲ اور حصہ چہارم میں صفحہ ۲۷۵۔

(۵) ابن شعبہ حرانی (چوتھی صدی کے عالم) نے اس وصیت کو کتاب تحف العقول عن آل الرسول صفحہ ۶۸ میں تحت عنوان (کتابه الی ابنه الحسن علیه السلام) نقل کیا ہے۔(۱)

---

۱) ر.ک. مصادر نہج البلاغہ، ج ۳، ص ۲۰۷۔

اور اس نورانی وصیت نامہ پر بہت سے شرح لکھی گئیں ہیں: (بہ سوی مدینہ فاضلہ) جو اس وصیت نامہ کی شرح ہے اس میں شروح کی تعداد اس طرح ہے:

(۱) الاخلاق النفسية في شرح خطبة الوصية.

(۲) منشور الأدب الالهى :مؤلف: مولا محمد صالح فرزند حاج محمد باقر روغنی قزوینی جو شیخ حر عاملی کے ہم عصر تھے۔

(۳) نظم وصية امير المؤمنين لولده الحسن.

مؤلف: ضیائی مرندی، انہوں نے اس وصیت نامہ کو فارسی اشعار میں لکھا ہے۔

(۴) هداية الامم ومجلة الآداب والحكم ،مؤلف حاج محمد صادق غازی تبریزی۔

(۵)علىٌ والاسس التربوية فى شرح الوصية. مؤلف: سید حسن قبانچی نجفی۔

(۶) خورشید روشن :مؤلف آقای محمد علی انصاری قمی۔

(۷) الدر البهية في ترجمة الوصية.

(۸) عبد الزہراء خطیب سے نقل کیا ہے کہ بحر العلوم کے استاد مرحوم سید حسن بن ابراہیم قزوینی (متوفای ۱۰۲۸ق.) نے اس وصیت نامہ کو فارسی نظم میں لکھا ہے۔(۱)

---

۱) تعلیم و تربیت در نہج البلاغہ، ص ۱۳۸۔

وَمِنْ وَصِيَّةٍ لَهُ عليه السلام لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليهما السلام كَتَبَهَا إِلَيْهِ بِحَاضِرِينَ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنْ صِفِّينَ.

﴿١﴾ مِنَ الْوَالِدِ الْفَانِ الْمُقِرِّ لِلزَّمَانِ الْمُدْبِرِ الْعُمُرِ الْمُسْتَسْلِمِ لِلدُّنْيَا السَّاكِنِ مَسَاكِنَ الْمَوْتَى وَ الظَّاعِنِ عَنْهَا غَداً إِلَى الْمَوْلُودِ الْمُؤَمِّلِ مَا لاَ يُدْرِكُ السَّالِكِ سَبِيلَ مَنْ قَدْ هَلَكَ غَرَضِ الْأَسْقَامِ وَ رَهِينَةِ الْأَيَّامِ وَ رَمِيَّةِ الْمَصَائِبِ وَ عَبْدِ الدُّنْيَا وَ تَاجِرِ الْغُرُورِ وَ غَرِيمِ الْمَنَايَا وَ أَسِيرِ الْمَوْتِ وَ حَلِيفِ الْهُمُومِ وَ قَرِينِ الْأَحْزَانِ وَ نُصُبِ الْآفَاتِ وَ صَرِيعِ الشَّهَوَاتِ وَ خَلِيفَةِ الْأَمْوَاتِ.

آپ (ع) کا وصیت نامہ

﴿جسے امام حسن (ع) کے نام صفین سے واپسی پر مقام حاضرین میں تحریر فرمایا ہے﴾

پرورش کرنے والا باپ

(۱) یہ وصیت ایک ایسے باپ کی ہے جو فنا ہونے والا اور زمانہ کے تصرفات کا اقرار کرنے والا ہے۔ جس کی عمر خاتمہ کے قریب ہے اور وہ دنیا کے مصائب کے سامنے سپر انداختہ ہے۔ مرنے والوں کی بستی میں مقیم ہے اور کل یہاں سے کوچ کرنے والا ہے۔

اس فرزند کے نام جو دنیا میں وہ امیدیں رکھے ہوئے ہے جو حاصل ہونے والی نہیں ہیں اور ہلاک ہو جانے والوں کے راستہ پر گامزن ہے، بیماریوں کا نشانہ اور روزگار کے ہاتھوں گروی ہے۔ مصائب زمانہ کا ہدف اور دنیا کا پابند ہے۔ اس کی فریب کاریوں کا تاجر اور موت کا قرضدار ہے۔ اجل کا قیدی اور رنج وغم کا ساتھی مصیبتوں کا ہمنشیں ہے اور آفتوں کا نشانہ، خواہشات کا مارا ہوا ہے اور مرنے والوں کا جانشین۔

﴿٢﴾ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ فِيمَا تَبَيَّنْتُ مِنْ إِدْبَارِ الدُّنْيَا عَنِّي وَ جُمُوحِ الدَّهْرِ عَلَيَّ وَ إِقْبَالِ الْآخِرَةِ إِلَيَّ مَا يَزَعُنِي عَنْ ذِكْرِ مَنْ سِوَايَ وَ الاهْتِمَامِ بِمَا وَرَائِي غَيْرَ أَنِّي حَيْثُ تَفَرَّدَ بِي دُونَ هُمُومِ النَّاسِ هَمُّ نَفْسِي فَصَدَفَنِي رَأْيِي وَ صَرَفَنِي عَنْ هَوَايَ وَ صَرَّحَ لِي مَحْضُ أَمْرِي فَأَفْضَى بِي إِلَى جِدٍّ لاَ يَكُونُ فِيهِ لَعِبٌ وَ صِدْقٍ لاَ يَشُوبُهُ كَذِبٌ وَ وَجَدْتُكَ بَعْضِي بَلْ وَجَدْتُكَ كُلِّي حَتَّى كَأَنَّ شَيْئاً لَوْ أَصَابَكَ أَصَابَنِي وَ كَأَنَّ الْمَوْتَ لَوْ أَتَاكَ أَتَانِي فَعَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَعْنِينِي مِنْ أَمْرِ نَفْسِي فَكَتَبْتُ إِلَيْكَ كِتَابِي مُسْتَظْهِراً بِهِ إِنْ أَنَا بَقِيتُ لَكَ أَوْ فَنِيتُ.

﴿٣﴾ فَإِنِّي أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ أَيْ بُنَيَّ وَ لُزُومِ أَمْرِهِ وَ عِمَارَةِ قَلْبِكَ بِذِكْرِهِ وَ الاعْتِصَامِ بِحَبْلِهِ وَ أَيُّ سَبَبٍ أَوْثَقُ مِنْ سَبَبٍ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللَّهِ إِنْ أَنْتَ أَخَذْتَ بِهِ.

تربیت کی ضرورت

(۲) امابعد! میرے لئے دنیا کے منہ پھیر لینے۔ زمانہ کے ظلم وزیادتی کرنے اور آخرت کے میری طرف آنے کی وجہ سے جن باتوں کا انکشاف ہوگیا ہے انھوں نے مجھے دوسروں کے ذکر اور اغیار کے اندیشہ سے روک دیا ہے۔ مگر جب میں تمام لوگوں کی فکر سے الگ ہو کر اپنی فکر میں پڑا تو میری رائے نے مجھے خواہشات سے روک دیا اور مجھ پر واقعی حقیقت منکشف ہو گئی جس نے مجھے اس محنت ومشقت تک پہونچا دیا جس میں کسی طرح کا کھیل نہیں ہے اور اس صداقت تک پہونچا دیا جس میں کسی طرح کی غلط بیانی نہیں ہے۔ میں نے تم کو اپنا ہی ایک حصہ پایا بلکہ تم کو اپنا سراپا وجود سمجھا کہ تمھاری تکلیف میری تکلیف ہے اور تمھاری موت میری موت ہے اس لئے مجھے تمھارے معاملات کی اتنی ہی فکر ہے جتنی اپنے معاملات کی ہوتی ہے اور اسی لئے میں نے یہ تحریر لکھ دی ہے جس کے ذریعے تمھاری امداد کرنا چاہتا ہوں چاہے میں زندہ رہوں یا مر جاؤں۔

تقوی، تربیت کی ضمانت

(۳) فرزند! میں تم کو خوف خدا اور اس کے احکام کی پابندی کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنے دل کو اس کی یاد سے آباد رکھنا اور اس کی ریسمان ہدایت سے وابستہ رہنا کہ اس سے زیادہ مستحکم کوئی رشتہ تمھارے اور خدا کے درمیان نہیں ہے۔

﴿۴﴾ أَحْيِ قَلْبَكَ بِالْمَوْعِظَةِ وَ أَمِتْهُ بِالزَّهَادَةِ وَ قَوِّهِ بِالْيَقِينِ وَ نَوِّرْهُ بِالْحِكْمَةِ وَ ذَلِّلْهُ بِذِكْرِ الْمَوْتِ وَ قَرِّرْهُ بِالْفَنَاءِ وَ بَصِّرْهُ فَجَائِعَ الدُّنْيَا وَ حَذِّرْهُ صَوْلَةَ الدَّهْرِ وَ فُحْشَ تَقَلُّبِ اللَّيَالِي وَ الْأَيَّامِ وَ اعْرِضْ عَلَيْهِ أَخْبَارَ الْمَاضِينَ وَ ذَكِّرْهُ بِمَا أَصَابَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ سِرْ فِي دِيَارِهِمْ وَ آثَارِهِمْ فَانْظُرْ فِيمَا فَعَلُوا وَ عَمَّا انْتَقَلُوا وَ أَيْنَ حَلُّوا وَ نَزَلُوا فَإِنَّكَ تَجِدُهُمْ قَدِ انْتَقَلُوا عَنِ الْأَحِبَّةِ وَ حَلُّوا دِيَارَ الْغُرْبَةِ وَ كَأَنَّكَ عَنْ قَلِيلٍ قَدْ صِرْتَ كَأَحَدِهِمْ.

﴿۵﴾ فَأَصْلِحْ مَثْوَاكَ وَ لَا تَبِعْ آخِرَتَكَ بِدُنْيَاكَ.

تربیت میں موعظہ کی اہمیت

(۴) اپنے دل کو موعظہ سے زندہ رکھنا اور اس کے خواہشات کو زہد سے مردہ بنا دینا۔ اسے یقین کے ذریعہ قوی رکھنا اور حکمت کے ذریعہ نورانی رکھنا۔ ذکر موت کے ذریعہ رام کرنا اور فنا کے ذریعہ قابوں میں رکھنا۔ دنیا کے حوادث سے آگاہ رکھنا اور زمانہ کے حملہ اور لیل ونہار کے تصرفات سے ہوشیار رکھنا۔ اس پر گذشتہ لوگوں کے اخبار کو پیش کرتے رہنا اور پہلے والوں پر پڑنے والے مصائب کو یاد لاتے رہنا۔ ان کے دیار و آثار میں سرگرم سفر رہنا اور یہ دیکھتے رہنا کہ انھوں نے کیا کیا ہے اور کہاں سے کہاں چلے گئے ہیں۔ کہاں وارد ہوئے ہیں اور کہاں ڈیرہ ڈالا ہے۔ پھر تم دیکھوں گے کہ وہ احباب کی دنیا سے منتقل ہو گئے ہیں اور دیار غربت میں وارد ہو گئے ہیں اور گویا کہ عنقریب تم بھی انھیں میں شامل ہو جاؤ گے۔

(۵) لہذا اپنی منزل کو ٹھیک کرلو اور خبردار آخرت کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرنا۔

«۶» وَ دَعِ الْقَوْلَ فِيمَا لاَ تَعْرِفُ وَ الْخِطَابَ فِيمَا لَمْ تُكَلَّفْ وَ أَمْسِكْ عَنْ طَرِيقٍ إِذَا خِفْتَ ضَلاَلَتَهُ فَإِنَّ الْكَفَّ عِنْدَ حَيْرَةِ الضَّلاَلِ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ الْأَهْوَالِ.

«۷» وَ أْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ تَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ وَ أَنْكِرِ الْمُنْكَرَ بِيَدِكَ وَ لِسَانِكَ وَ بَايِنْ مَنْ فَعَلَهُ بِجُهْدِكَ وَ جَاهِدْ فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَ لاَ تَأْخُذْكَ فِي اللَّهِ لَوْمَةُ لاَئِمٍ.

«۸» وَ خُضِ الْغَمَرَاتِ لِلْحَقِّ حَيْثُ كَانَ وَ تَفَقَّهْ فِي الدِّينِ.

«۹» وَ عَوِّدْ نَفْسَكَ التَّصَبُّرَ عَلَى الْمَكْرُوهِ وَ نِعْمَ الْخُلُقُ التَّصَبُّرُ فِي الْحَقِّ!

نہیں جانتے! نہ کہو! حیران ہو: ٹھہر جاؤ!

(۶) جن باتوں کو نہیں جانتے ہو ان کے بارے میں بات نہ کرنا اور جن کے مکلف نہیں ہو ان کے بارے میں گفتگو نہ کرنا۔ جس راستہ میں گمراہی کا خوف ہو ادھر قدم آگے نہ بڑھانا کہ گمراہی کے تحیر سے پہلے ٹھہر جانا ہولناک مرحلوں میں وارد ہو جانے سے بہتر ہے۔

تربیت کیلئے راہ ہموار کرنا اور اس تک پہنچنے کا حل ڈھونڈھنا

(۷) نیکیوں کا حکم دیتے رہنا تا کہ اس کے اہل میں شمار ہو اور برائیوں سے اپنے ہاتھ اور زبان کی طاقت سے منع کرتے رہنا اور برائی کرنے والوں سے اپنے امکان بھر دور رہنا۔ راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کر دینا اور خبردار اس راہ میں کسی کی ملامت گر کی پرواہ نہ کرنا۔

(۸) حق کی خاطر جہاں بھی ہو سختیوں میں کود پڑنا اور دین کا علم حاصل کرنا۔

زیور اخلاق سے اراستہ ہونا

(۹) اپنے نفس کو ناخوشگوار حالات میں صبر کا عادی بنا دینا اور یاد رکھنا کہ بہترین اخلاق حق کی راہ میں صبر کرنا ہے۔

«١٠» وَ أَلْجِئْ نَفْسَکَ فِي أُمُورِکَ کُلِّهَا إِلَى إِلَهِکَ فَإِنَّکَ تُلْجِئُهَا إِلَى کَهْفٍ حَرِيزٍ وَ مَانِعٍ عَزِيزٍ وَ أَخْلِصْ فِي الْمَسْأَلَةِ لِرَبِّکَ فَإِنَّ بِيَدِهِ الْعَطَاءَ وَ الْحِرْمَانَ.

«١١» وَ أَکْثِرِ الاِسْتِخَارَةَ.

«١٢» وَ تَفَهَّمْ وَصِيَّتِي وَ لاَ تَذْهَبَنَّ عَنْکَ صَفْحاً فَإِنَّ خَيْرَ الْقَوْلِ مَا نَفَعَ وَ اعْلَمْ أَنَّهُ لاَ خَيْرَ فِي عِلْمٍ لاَ يَنْفَعُ وَ لاَ يُنْتَفَعُ بِعِلْمٍ لاَ يَحِقُّ تَعَلُّمُهُ.

تربیت میں امن و پناہ کا مقام

(۱۰) اپنے تمام امور میں پروردگار کی طرف رجوع کرنا کہ اس طرح ایک محفوظ ترین پناہ گاہ کا سہارا لوگے اور بہترین محافظ کی پناہ میں رہوگے۔ پروردگار سے سوال کرنے میں مخلص رہنا کہ عطا کرنا اور محروم کردینا اسی کے ہاتھ میں ہے۔

تربیت میں نیکی کی طرف ھدایت کرنے کا کردار

(۱۱) زیادہ سے زیادہ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب ہو۔

پرورش کرنے والے اور اس کے دستور کو غور سے سننا

(۱۲) اور میری وصیت پر غور کرتے رہنا۔ اس سے پہلو بچا کر گذر نہ جانا کہ بہترین کلام وہی ہے جو فائدہ مند ہو اور یاد رکھو کہ جس علم میں فائدہ نہ ہو اس میں کوئی خیر نہیں ہے اور جو علم سیکھنے کے لائق نہ ہو اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

﴿١٣﴾ أَيْ بُنَيَّ إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُنِي قَدْ بَلَغْتُ سِنّاً وَ رَأَيْتُنِي أَزْدَادُ وَهْناً بَادَرْتُ بِوَصِيَّتِي إِلَيْكَ وَ أَوْرَدْتُ خِصَالًا مِنْهَا قَبْلَ أَنْ يَعْجَلَ بِي أَجَلِي دُونَ أَنْ أُفْضِيَ إِلَيْكَ بِمَا فِي نَفْسِي أَوْ أَنْ أُنْقَصَ فِي رَأْيِي كَمَا نُقِصْتُ فِي جِسْمِي أَوْ يَسْبِقَنِي إِلَيْكَ بَعْضُ غَلَبَاتِ الْهَوَى وَ فِتَنِ الدُّنْيَا فَتَكُونَ كَالصَّعْبِ النَّفُورِ.

﴿١٤﴾ وَ إِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْأَرْضِ الْخَالِيَةِ مَا أُلْقِيَ فِيهَا مِنْ شَيْءٍ قَبِلَتْهُ فَبَادَرْتُكَ بِالْأَدَبِ قَبْلَ أَنْ يَقْسُوَ قَلْبُكَ وَ يَشْتَغِلَ لُبُّكَ لِتَسْتَقْبِلَ بِجِدِّ رَأْيِكَ مِنَ الْأَمْرِ مَا قَدْ كَفَاكَ أَهْلُ التَّجَارِبِ بُغْيَتَهُ وَ تَجْرِبَتَهُ فَتَكُونَ قَدْ كُفِيتَ مَئُونَةَ الطَّلَبِ وَ عُوفِيتَ مِنْ عِلَاجِ التَّجْرِبَةِ فَأَتَاكَ مِنْ ذَلِكَ مَا قَدْ كُنَّا نَأْتِيهِ وَ اسْتَبَانَ لَكَ مَا رُبَّمَا أَظْلَمَ عَلَيْنَا مِنْهُ.

تربیت میں تاخیر! نفسیاتی بیماریوں کا سبب بنتی ہے

(۱۳) فرزند! میں نے دیکھا اب میرا سن بہت زیادہ ہو چکا ہے اور مسلسل کمزور ہوتا جارہا ہوں لہذا میں نے فوراً یہ وصیت لکھ دی اور ان مضامین کو درج کردیا ۔کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے دل کی بات تمھارے حوالہ کرنے سے پہلے مجھے موت آجائے یا جسم کے نقص کی طرح رائے کو کمزور تصور کیا جانے لگے یا وصیت سے پہلے ہی خواہشات کے غلبے اور دنیا کے فتنے تم تک نہ پہونچ جائیں ۔اور تمھارا حال بھڑک اٹھنے والے اونٹ جیسا ہو جائے۔

معلم اور والدین کی ذمہ داری

(۱۴) یقیناً نوجوان کا دل ایک خالی زمین کی طرح ہوتا ہے کہ جو چیز اس میں ڈال دی جائے اسے قبول کر لیتا ہے لہذا میں نے چاہا کہ تمھیں دل کے سخت ہونے اور عقل کے مشغول ہو جانے سے پہلے وصیت کردوں تا کہ تم سنجیدہ فکر کے ساتھ اس امر کو قبول کر لو جس کی تلاش اور جس کے تجربہ کی زحمت سے تمھیں تجربہ کار لوگوں نے بچا لیا ہے ۔اب تمھاری طلب کی زحمت ختم ہو چکی ہے اور تمھیں تجربہ کی مشکل سے نجات مل چکی ہے۔تمھارے پاس وہ حقائق از خود آ گئے ہیں جن کو ہم تلاش کیا کرتے تھے اور تمھارے لئے وہ تمام باتیں واضح ہو چکی ہیں جو ہمارے لئے مبہم تھیں۔

﴿١٥﴾ أَيْ بُنَيَّ إِنِّي وَ إِنْ لَمْ أَكُنْ عُمِّرْتُ عُمُرَ مَنْ كَانَ قَبْلِي فَقَدْ نَظَرْتُ فِي أَعْمَالِهِمْ وَ فَكَّرْتُ فِي أَخْبَارِهِمْ وَ سِرْتُ فِي آثَارِهِمْ حَتَّى عُدْتُ كَأَحَدِهِمْ بَلْ كَأَنِّي بِمَا انْتَهَى إِلَيَّ مِنْ أُمُورِهِمْ قَدْ عُمِّرْتُ مَعَ أَوَّلِهِمْ إِلَى آخِرِهِمْ.

﴿١٦﴾ فَعَرَفْتُ صَفْوَ ذَلِكَ مِنْ كَدَرِهِ وَ نَفْعَهُ مِنْ ضَرَرِهِ فَاسْتَخْلَصْتُ لَكَ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ نَخِيلَهُ وَ تَوَخَّيْتُ لَكَ جَمِيلَهُ وَ صَرَفْتُ عَنْكَ مَجْهُولَهُ وَ رَأَيْتُ حَيْثُ عَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَعْنِي الْوَالِدَ الشَّفِيقَ وَ أَجْمَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَبِكَ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ وَ أَنْتَ مُقْبِلُ الْعُمُرِ وَ مُقْتَبَلُ الدَّهْرِ ذُو نِيَّةٍ سَلِيمَةٍ وَ نَفْسٍ صَافِيَةٍ.

مفکر اور تاریخ بین معلم

(۱۵) فرزند! اگرچہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھیں لیکن میں نے ان کے اعمال میں غور کیا ہے اور ان کے اخبار میں فکر کی ہے اور ان کے آثار میں سیر وسیاحت کی ہے یہاں تک کہ گویا میں بھی انہی میں کا ایک ہو چکا ہوں۔ بلکہ ان سب کے حالات ومعلومات جو مجھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی وجہ سے ایسا ہے کہ گویا میں نے ان کے اوّل سے لے کر آخر تک کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔

تمھارے لئے!

(۱۶) اور میں صاف اور گندہ کو خوب پہچانتا ہوں۔ نفع وضرر میں امتیاز رکھتا ہوں۔ میں نے ہر امر کو چھان پھٹک کر اس کا خالص نکال لیا ہے اور بہترین تلاش کر لیا ہے اور بے معنی چیزوں کو تم سے دور کر دیا ہے اور یہ چاہا ہے کہ تمھیں اسی وقت ادب کی تعلیم دے دوں جب کہ تم عمر کے ابتدائی حصہ میں ہو اور زمانہ کے حالات کا سامنا کر رہے ہو۔ تمھاری نیت سالم ہے اور نفس صاف وپاکیزہ ہے اسلئے کہ مجھے تمھارے بارے میں اتنی ہی فکر ہے جتنی ایک مہربان باپ کو اپنی اولاد کی ہوتی ہے۔

«١٧» وَ أَنْ أَبْتَدِئَکَ بِتَعْلِيمِ کِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تَأْوِيلِهِ وَ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ وَ أَحْکَامِهِ وَ حَلَالِهِ وَ حَرَامِهِ لاَ أُجَاوِزُ ذَلِکَ بِکَ إِلَى غَيْرِهِ ثُمَّ أَشْفَقْتُ أَنْ يَلْتَبِسَ عَلَيْکَ مَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيهِ مِنْ أَهْوَائِهِمْ وَ آرَائِهِمْ مِثْلَ الَّذِي الْتَبَسَ عَلَيْهِمْ.

«١٨» فَکَانَ إِحْکَامُ ذَلِکَ عَلَى مَا کَرِهْتُ مِنْ تَنْبِيهِکَ لَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِکَ إِلَى أَمْرٍ لاَ آمَنُ عَلَيْکَ بِهِ الْهَلَکَةَ وَ رَجَوْتُ أَنْ يُوَفِّقَکَ اللَّهُ فِيهِ لِرُشْدِکَ وَ أَنْ يَهْدِيَکَ لِقَصْدِکَ فَعَهِدْتُ إِلَيْکَ وَصِيَّتِي هَذِهِ.

تربیت میں تاریخ کا کردار

نوجوان کی تعلیم میں قرآن سے آشنائی کو اولیت دینا

(۱۷) اب میں اپنی تربیت کا آغاز کتاب خدا اور اس کی تاویل۔ قوانین اسلام اور اس کے احکام حلال و حرام سے کر رہا ہوں اور تمھیں چھوڑ کر دوسرے کی طرف نہیں جانا۔ پھر مجھے یہ خوف بھی ہے کہ کہیں لوگوں کے عقائد و افکار و خواہشات کا اختلاف تمھارے لئے اسی طرح مشتبہ نہ ہو جائے جس طرح ان لوگوں کے لئے ہو گیا ہے۔

(۱۸) لہذا ان کا مستحکم کر دینا میری نظر میں اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمھیں ایسے حالات کے حوالے کر دوں جن میں ہلاکت سے محفوظ رہنے کا اطمنان نہیں ہے۔ اگر چہ مجھے یہ تعلیم دیتے ہوئے اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ لیکن مجھے امید ہے کہ پروردگار تمھیں نیکی کی توفیق دے گا اور سیدھے راستہ کی ہدایت عطا کرے گا۔ اسی بنیاد پر یہ وصیت نامہ لکھ دیا ہے۔

﴿١٩﴾ وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ

أَنَّ أَحَبَّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِهِ إِلَيَّ مِنْ وَصِيَّتِي تَقْوَى اللّٰهِ

وَ الاقْتِصَارُ عَلَى مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ

وَ الْأَخْذُ بِمَا مَضَى عَلَيْهِ الْأَوَّلُونَ مِنْ آبَائِكَ وَ الصَّالِحُونَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ

فَإِنَّهُمْ لَمْ يَدَعُوا أَنْ نَظَرُوا لِأَنْفُسِهِمْ كَمَا أَنْتَ نَاظِرٌ وَ فَكَّرُوا كَمَا أَنْتَ مُفَكِّرٌ

ثُمَّ رَدَّهُمْ آخِرُ ذَلِكَ إِلَى الْأَخْذِ بِمَا عَرَفُوا وَ الْإِمْسَاكِ عَمَّا لَمْ يُكَلَّفُوا.

﴿٢٠﴾ فَإِنْ أَبَتْ نَفْسُكَ أَنْ تَقْبَلَ ذَلِكَ دُونَ أَنْ تَعْلَمَ كَمَا عَلِمُوا

فَلْيَكُنْ طَلَبُكَ ذَلِكَ بِتَفَهُّمٍ وَ تَعَلُّمٍ لاَ بِتَوَرُّطِ الشُّبُهَاتِ وَ عُلَقِ

الْخُصُومَاتِ.

اہم ترین اصل تربیت

(۱۹) فرزند! یاد رکھو کہ میری بہترین وصیت جسے تمھیں اخذ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ تقوی الٰہی اختیار کرو اور اس کے فرائض پر اکتفا کرو اور وہ تمام طریقے جن پر تمہارے باپ دادا اور تمھارے گھرانے کے نیک کردار افراد چلتے رہے ہیں انھیں پر چلتے رہو کہ انھوں نے اپنے بارے میں کسی ایسی فکر کو نظر انداز نہیں کیا جو تمھاری نظر میں ہے اور کسی خیال کو فروگذاشت نہیں کیا اور اس فکر ونظر نے ہی انھیں اس نتیجہ تک پہونچایا ہے کہ معروف چیزوں کو حاصل کرلیں اور لایعنی چیزوں سے پرہیز کریں۔

عداوتوں اور خطاؤں سے پرہیز کرو

(۲۰) اب اگر تمھارا نفس ان چیزوں کو بغیر جانے پہچانے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر اس کی تحقیق باقاعدہ علم وفہم کے ساتھ ہونی چاہئے اور شبہات میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے اور نہ جھگڑوں کا شکار ہونا چاہئے۔

﴿٢١﴾ وَ ابْدَأْ قَبْلَ نَظَرِكَ فِي ذَلِكَ بِالاِسْتِعَانَةِ بِإِلَهِكَ وَ الرَّغْبَةِ إِلَيْهِ فِي تَوْفِيقِكَ وَ تَرْكِ كُلِّ شَائِبَةٍ أَوْلَجَتْكَ فِي شُبْهَةٍ أَوْ أَسْلَمَتْكَ إِلَى ضَلَالَةٍ.

﴿٢٢﴾ فَإِنْ أَيْقَنْتَ أَنْ قَدْ صَفَا قَلْبُكَ فَخَشَعَ وَ تَمَّ رَأْيُكَ فَاجْتَمَعَ وَ كَانَ هَمُّكَ فِي ذَلِكَ هَمّاً وَاحِداً فَانْظُرْ فِيمَا فَسَّرْتُ لَكَ وَ إِنْ لَمْ يَجْتَمِعْ لَكَ مَا تُحِبُّ مِنْ نَفْسِكَ وَ فَرَاغِ نَظَرِكَ وَ فِكْرِكَ فَاعْلَمْ أَنَّكَ إِنَّمَا تَخْبِطُ الْعَشْوَاءَ وَ تَتَوَرَّطُ الظَّلْمَاءَ وَ لَيْسَ طَالِبُ الدِّينِ مَنْ خَبَطَ أَوْ خَلَطَ وَ الْإِمْسَاكُ عَنْ ذَلِكَ أَمْثَلُ.

خدا سے مدد طلب کرنا۔ تربیت کیلئے اہم شئ ہے

(۲۱) اوران مسائل میں نظر کرنے سے پہلے اپنے پروردگار سے مدد طلب کرواور توفیق کے لئے اس کی طرف توجہ کرواور ہراس شائبہ کو چھوڑ دو جو کسی شبہ میں ڈال دے یا کسی گمراہی کے حوالے کردے۔

تربیت کو قبول کرنے کیلئے روحی آمادگی

(۲۲) پھر اگر تمھیں اطمینان ہو جائے کہ تمھارا دل صاف اور خاشع ہو گیا ہے اور تمھاری رائے تام وکامل ہوگئی ہےاور تمھارے پاس صرف یہی ایک فکر رہ گئی ہے تو جن باتوں کو میں نے واضح کیا ہےان میں غور وفکر کرنا ورنہ اگر حسب منشا فکر ونظر کا فراغ حاصل نہیں ہوا ہے تو یاد رکھو کہ اس طرح صرف شبکور اونٹنی کی طرح ہاتھ پیر مارتے رہو گے اور اندھیرے میں بھٹکتے رہو گے اور دین کا طلبگار وہ نہیں ہے جو اندھیروں میں ہاتھ پاؤں مارے اور باتوں کو مخلوط کردے۔اس سے تو ٹھہر جانا ہی بہتر ہے۔

﴿٢٣﴾ فَتَفَهَّمْ يَا بُنَيَّ وَصِيَّتِي وَ اعْلَمْ أَنَّ مَالِكَ الْمَوْتِ هُوَ مَالِكُ الْحَيَاةِ وَ أَنَّ الْخَالِقَ هُوَ الْمُمِيتُ وَ أَنَّ الْمُفْنِيَ هُوَ الْمُعِيدُ وَ أَنَّ الْمُبْتَلِيَ هُوَ الْمُعَافِي وَ أَنَّ الدُّنْيَا لَمْ تَكُنْ لِتَسْتَقِرَّ إِلَّا عَلَى مَا جَعَلَهَا اللَّهُ عَلَيْهِ مِنَ النَّعْمَاءِ وَ الِابْتِلَاءِ وَ الْجَزَاءِ فِي الْمَعَادِ أَوْ مَا شَاءَ مِمَّا لَا تَعْلَمُ.

﴿٢٤﴾ فَإِنْ أَشْكَلَ عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ فَاحْمِلْهُ عَلَى جَهَالَتِكَ فَإِنَّكَ أَوَّلُ مَا خُلِقْتَ بِهِ جَاهِلًا ثُمَّ عُلِّمْتَ وَ مَا أَكْثَرَ مَا تَجْهَلُ مِنَ الْأَمْرِ وَ يَتَحَيَّرُ فِيهِ رَأْيُكَ وَ يَضِلُّ فِيهِ بَصَرُكَ ثُمَّ تُبْصِرُهُ بَعْدَ ذَلِكَ.

﴿٢٥﴾ فَاعْتَصِمْ بِالَّذِي خَلَقَكَ وَ رَزَقَكَ وَ سَوَّاكَ وَ لْيَكُنْ لَهُ تَعَبُّدُكَ وَ إِلَيْهِ رَغْبَتُكَ وَ مِنْهُ شَفَقَتُكَ.

جوانوں میں خدائی سوچ پیدا کرنا

(۲۳) فرزند! میری وصیت کو سمجھو اور یہ جان لو کہ جو موت کا مالک ہے وہی زندگی کا مالک ہے اور جو خالق ہے وہی موت دینے والا ہے اور جو فنا کرنے والا ہے وہی دوبارہ واپس لانے والا ہے اور جو مبتلا کرنے والا ہے وہی عافیت دینے والا ہے اور یہ دنیا اسی حالت میں مستقر رہ سکتی ہے جس میں مالک نے قرار دیا ہے یعنی نعمت، آزمائش، آخرت کی جزا یا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔

تربیت میں بحرانی مواقع کی پیش بینی

(۲۴) اب اگر اس میں سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اسے اپنی جہالت پر محمول کرنا کہ تم ابتدا میں جب پیدا ہوئے ہو تو جاہل ہی پیدا ہوئے ہو۔ بعد میں علم حاصل کیا ہے اور اسی بنا پر مجہولات کی تعداد کثیر ہے جس میں انسانی رائے متحیر رہ جاتی ہے اور نگاہ بہک جاتی ہے اور بعد میں صحیح حقیقت نظر آتی ہے۔

(۲۵) لہذا اس مالک سے وابستہ رہو جس نے پیدا کیا ہے۔ روزی دی ہے اور معتدل بنایا ہے۔ اسی کی عبادت کرو، اسی کی طرف توجہ کرو اور اسی سے ڈرتے رہو۔

﴿٢٦﴾ وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحداً لَمْ يُنْبِئْ عَنِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ كَمَا أَنْبَأَ عَنْهُ الرَّسُولُ ص فَارْضَ بِهِ رَائِداً وَ إِلَى النَّجَاةِ قَائِداً فَإِنِّي لَمْ آلُكَ نَصِيحَةً وَ إِنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ فِي النَّظَرِ لِنَفْسِكَ وَ إِنِ اجْتَهَدْتَ مَبْلَغَ نَظَرِي لَكَ.

﴿٢٧﴾ وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّهُ لَوْ كَانَ لِرَبِّكَ شَرِيكٌ لَأَتَتْكَ رُسُلُهُ وَ لَرَأَيْتَ آثَارَ مُلْكِهِ وَ سُلْطَانِهِ وَ لَعَرَفْتَ أَفْعَالَهُ وَ صِفَاتِهِ وَ لَكِنَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ لاَ يُضَادُّهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ وَ لاَ يَزُولُ أَبَداً وَ لَمْ يَزَلْ.

﴿٢٨﴾ أَوَّلٌ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ بِلاَ أَوَّلِيَّةٍ وَ آخِرٌ بَعْدَ الْأَشْيَاءِ بِلاَ نِهَايَةٍ عَظُمَ عَنْ أَنْ تَثْبُتَ رُبُوبِيَّتُهُ بِإِحَاطَةِ قَلْبٍ أَوْ بَصَرٍ.

(۲۶) بیٹا! یہ یاد رکھو کہ تمھیں خدا کے بارے میں اس طرح کی خبریں کوئی نہیں دے سکتا ہے جس طرح رسول اکرم (ص) نے دی ہیں لہذا ان کو بخوشی اپنا پیشوا اور راہ نجات کا قائد تسلیم کرو۔ میں نے تمھاری نصیحت میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور نہ تم کوشش کے باوجود اپنے بارے میں اتنا سوچ سکتے ہو جتنا میں نے دیکھ لیا ہے۔

مکاتب فکر کا پیش کرنا

(۲۷) فرزند! یاد رکھو اگر خدا کے لئے کوئی شریک بھی ہوتا تو اس کے بھی رسول آتے اور اس کی سلطنت اور حکومت کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال وصفات کا بھی کچھ پتہ ہوتا۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہے لہذا خدا ایک ہے جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے۔ اس کے ملک میں اس سے کوئی ٹکرانے والا نہیں ہے اور نہ اس کے لئے کسی طرح کا زوال ہے۔

(۲۸) وہ اولیت کی حدود کے بغیر سب سے اوّل ہے اور کسی انتہا کے بغیر سب سے آخر تک رہنے والا ہے۔ وہ اس بات سے عظیم تر ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات فکر ونظر کے احاطہ سے کیا جائے۔

﴿۲۹﴾ فَإِذَا عَرَفْتَ ذَلِكَ فَافْعَلْ كَمَا يَنْبَغِي لِمِثْلِكَ أَنْ يَفْعَلَهُ فِي صِغَرِ خَطَرِهِ وَ قِلَّةِ مَقْدِرَتِهِ وَ كَثْرَةِ عَجْزِهِ و عَظِيمِ حَاجَتِهِ إِلَى رَبِّهِ فِي طَلَبِ طَاعَتِهِ وَ الْخَشْيَةِ مِنْ عُقُوبَتِهِ وَ الشَّفَقَةِ مِنْ سُخْطِهِ فَإِنَّهُ لَمْ يَأْمُرْكَ إِلَّا بِحَسَنٍ وَ لَمْ يَنْهَكَ إِلَّا عَنْ قَبِيحٍ.

﴿۳۰﴾ يَا بُنَيَّ إِنِّي قَدْ أَنْبَأْتُكَ عَنِ الدُّنْيَا وَ حَالِهَا وَ زَوَالِهَا وَ انْتِقَالِهَا وَ أَنْبَأْتُكَ عَنِ الآخِرَةِ وَ مَا أُعِدَّ لِأَهْلِهَا فِيهَا وَ ضَرَبْتُ لَكَ فِيهِمَا الْأَمْثَالَ لِتَعْتَبِرَ بِهَا وَ تَحْذُوَ عَلَيْهَا.

﴿۳۱﴾ إِنَّمَا مَثَلُ مَنْ خَبَرَ الدُّنْيَا كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ نَبَا بِهِمْ مَنْزِلٌ جَدِيبٌ فَأَمُّوا مَنْزِلاً خَصِيباً وَ جَنَاباً مَرِيعاً.

تربیت میں حقیقتوں کی شناخت

(۲۹) اگر تم نے اس حقیقت کو پہچان لیا ہے تو اس طرح عمل کرو جس طرح تم جیسے معمولی حیثیت، قلیل طاقت، کثیر عاجزی اور پروردگار کی طرف اطاعت کی طلب، عتاب کے خوف اور ناراضگی کے اندیشہ میں حاجت رکھنے والے کیا کرتے ہیں۔ اس نے جس چیز کا حکم دیا ہے وہ بہترین ہے اور جس سے منع کیا ہے وہ بدترین ہے۔

تربیت میں نمونہ عمل کی اہمیت

(۳۰) فرزند! میں نے تمھیں دنیا۔ اس کے حالات۔ تصرفات، زوال اور انتقال سب کے بارے میں باخبر کر دیا ہے اور آخرت اور اس میں صاحبان ایمان کے لئے مہیا نعمتوں کا بھی پتہ بتا دیا ہے اور دونوں کے لئے مثالیں بیان کر دی ہیں تاکہ تم عبرت حاصل کر سکو اور اس سے ہوشیار رہو۔

(۳۱) یاد رکھو کہ جس نے دنیا کو بخوبی پہچان لیا ہے اس کی مثال اس مسافر قوم جیسی ہے جس کا قحط زدہ منزل سے دل اچاٹ ہو جائے اور وہ کسی سرسبز و شاداب علاقہ کا ارادہ کرے۔

﴿۳۲﴾ فَاحْتَمَلُوا وَعْثَاءَ الطَّرِيقِ وَ فِرَاقَ الصَّدِيقِ وَ خُشُونَةَ السَّفَرِ وَ جُشُوبَةَ الْمَطْعَمِ لِيَأْتُوا سَعَةَ دَارِهِمْ وَ مَنْزِلَ قَرَارِهِمْ فَلَيْسَ يَجِدُونَ لِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ أَلَماً وَ لَا يَرَوْنَ نَفَقَةً فِيهِ مَغْرَماً وَ لَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِمَّا قَرَّبَهُمْ مِنْ مَنْزِلِهِمْ وَ أَدْنَاهُمْ مِنْ مَحَلَّتِهِمْ وَ مَثَلُ مَنِ اغْتَرَّ بِهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ كَانُوا بِمَنْزِلٍ خَصِيبٍ فَنَبَا بِهِمْ إِلَى مَنْزِلٍ جَدِيبٍ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِمْ وَ لَا أَفْظَعَ عِنْدَهُمْ مِنْ مُفَارَقَةِ مَا كَانُوا فِيهِ إِلَى مَا يَهْجُمُونَ عَلَيْهِ وَ يَصِيرُونَ إِلَيْهِ.

﴿۳۳﴾ يَا بُنَيَّ اجْعَلْ نَفْسَكَ مِيزَاناً فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ غَيْرِكَ فَأَحْبِبْ لِغَيْرِكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ اكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لَهَا وَ لَا تَظْلِمْ كَمَا لَا تُحِبُّ أَنْ تُظْلَمَ.

(۳۲) اور زحمت راہ۔ فراق احباب، دشواری سفر، بدمزگی طعام وغیرہ جیسی تمام مصیبتیں برداشت کرلے تاکہ وسیع گھر اور قرار کی منزل تک پہونچ جائے کہ ایسے لوگ ان تمام باتوں میں کسی تکلیف کا احساس نہیں کرتے اور نہ اس راہ میں خرچ کو نقصان تصور کرتے ہیں اور ان کی نظر میں اس سے زیادہ محبوب کوئی شے نہیں جو انہیں منزل سے قریب تر کردے اور اپنے مرکز تک پہونچادے۔

اور اس دنیا سے دھوکہ کھا جانے والوں کی مثال اس قوم کی ہے جو سرسبز و شاداب مقام پر رہے اور وہاں سے دل اُچٹ جائے تو قحط زدہ علاقہ کی طرف چلی جائے کہ اس کی نظر میں قدیم حالات کے چھوٹ جانے سے زیادہ ناگوار اور دشوار گذار کوئی شے نہیں ہے کہ اب جس منزل پر وارد ہوئے ہیں اور جہاں تک پہونچے ہیں وہ کسی قیمت پر اختیار کرنے کے قابل نہیں ہے۔

دوسروں کے ساتھ روابط برقرار کرنا

(۳۳) بیٹا! دیکھو اپنے اور غیر کے درمیان میزان اپنے نفس کو قرار دو اور دوسرے کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرسکتے ہو اور اس کے لئے بھی وہ بات ناپسند کرو جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو۔ کسی پر ظلم نہ کرنا کہ اپنے اوپر ظلم پسند نہیں کرتے ہو۔

﴿۳۴﴾ وَ أَحْسِنْ كَمَا تُحِبُّ أَنْ يُحْسَنَ إِلَيْكَ وَ اسْتَقْبِحْ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَسْتَقْبِحُهُ مِنْ غَيْرِكَ وَ ارْضَ مِنَ النَّاسِ بِمَا تَرْضَاهُ لَهُمْ مِنْ نَفْسِكَ وَ لاَ تَقُلْ مَا لاَ تَعْلَمُ وَ إِنْ قَلَّ مَا تَعْلَمُ وَ لاَ تَقُلْ مَا لاَ تُحِبُّ أَنْ يُقَالَ لَكَ.

﴿۳۵﴾ وَ اعْلَمْ أَنَّ الْإِعْجَابَ ضِدُّ الصَّوَابِ وَ آفَةُ الْأَلْبَابِ فَاسْعَ فِي كَدْحِكَ وَ لاَ تَكُنْ خَازِناً لِغَيْرِكَ وَ إِذَا أَنْتَ هُدِيتَ لِقَصْدِكَ فَكُنْ أَخْشَعَ مَا تَكُونُ لِرَبِّكَ.

﴿۳۶﴾ وَ اعْلَمْ أَنَّ أَمَامَكَ طَرِيقاً ذَا مَسَافَةٍ بَعِيدَةٍ وَ مَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ وَ أَنَّهُ لاَ غِنَى بِكَ فِيهِ عَنْ حُسْنِ الاِرْتِيَادِ وَ قَدْرِ بَلاَغِكَ مِنَ الزَّادِ مَعَ خِفَّةِ الظَّهْرِ فَلاَ تَحْمِلَنَّ عَلَى ظَهْرِكَ فَوْقَ طَاقَتِكَ فَيَكُونَ ثِقْلُ ذَلِكَ وَبَالاً عَلَيْكَ وَ إِذَا وَجَدْتَ مِنْ أَهْلِ الْفَاقَةِ مَنْ يَحْمِلُ لَكَ زَادَكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَيُوَافِيكَ بِهِ غَداً حَيْثُ تَحْتَاجُ إِلَيْهِ فَاغْتَنِمْهُ وَ حَمِّلْهُ إِيَّاهُ وَ أَكْثِرْ مِنْ تَزْوِيدِهِ وَ أَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَعَلَّكَ تَطْلُبُهُ فَلاَ تَجِدُهُ وَ اغْتَنِمْ مَنِ اسْتَقْرَضَكَ فِي حَالِ غِنَاكَ لِيَجْعَلَ قَضَاءَهُ لَكَ فِي يَوْمِ عُسْرَتِكَ.

(۳۴) اور ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنا جس طرح چاہتے ہو کہ سب تمھارے ساتھ نیک برتاؤ کریں اور جس چیز کو دوسرے سے برا سمجھتے ہو اسے اپنے لئے بھی برا ہی تصور کرنا۔ لوگوں کی اس بات سے راضی ہو جانا جس سے اپنی بات سے لوگوں کو راضی کرنا چاہتے ہو۔ بلا علم کوئی بات زبان سے نہ نکالنا اگر چہ تمھارا علم بہت کم ہے اور کسی کے بارے میں وہ بات نہ کہنا جو اپنے بارے میں پسند نہ کرتے ہو۔

خطا، گمراہی اور اسکی جگہیں

(۳۵) یاد رکھو کہ خود پسندی راہ صواب کے خلاف اور عقلوں کی بیماری ہے۔ لہذا اپنی کوشش تیز تر کرو اور اپنے مال کو دوسروں کے لئے ذخیرہ نہ بناؤ اور اگر درمیانی راستہ کی ہدایت مل جائے تو اپنے رب کے سامنے سب سے زیادہ خضوع وخشوع سے پیش آنا۔

مدد اور مددگار

(۳۶) اور یاد رکھو تمھارے سامنے وہ راستہ ہے جس کی مسافت بعید اور مشقت شدید ہے اس میں تم بہترین زاد راہ کی تلاش اور بقدر ضرورت زاد راہ کی فراہمی سے بے نیاز ہو سکتے ہو۔ البتہ بوجھ ہلکا رکھو اور اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پشت پر بوجھ مت لادو کہ یہ گراں باری ایک وبال بن جائے اور پھر جب کوئی فقیر مل جائے اور تمھارے زاد راہ کو قیامت تک پہونچا سکتا ہو اور کل وقت ضرورت مکمل طریقہ سے

«۳۷» وَ اعْلَمْ أَنَّ أَمَامَکَ عَقَبَةً كَئُوداً الْمُخِفُّ فِيهَا أَحْسَنُ حَالاً مِنَ الْمُثْقِلِ وَ الْمُبْطِئُ عَلَيْهَا أَقْبَحُ حَالاً مِنَ الْمُسْرِعِ وَ أَنَّ مَهْبِطَکَ بِهَا لاَ مَحَالَةَ إِمَّا عَلَى جَنَّةٍ أَوْ عَلَى نَارٍ فَارْتَدْ لِنَفْسِکَ قَبْلَ نُزُولِکَ وَ وَطِّئِ الْمَنْزِلَ قَبْلَ حُلُولِکَ فَلَيْسَ بَعْدَ الْمَوْتِ مُسْتَعْتَبٌ وَ لاَ إِلَى الدُّنْيَا مُنْصَرَفٌ.

«۳۸» وَ اعْلَمْ أَنَّ الَّذِي بِيَدِهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ قَدْ أَذِنَ لَکَ فِي الدُّعَاءِ وَ تَكَفَّلَ لَکَ بِالْإِجَابَةِ وَ أَمَرَکَ أَنْ تَسْأَلَهُ لِيُعْطِيَکَ وَ تَسْتَرْحِمَهُ لِيَرْحَمَکَ وَ لَمْ يَجْعَلْ بَيْنَکَ وَ بَيْنَهُ مَنْ يَحْجُبُکَ عَنْهُ وَ لَمْ يُلْجِئْکَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَکَ إِلَيْهِ وَ لَمْ يَمْنَعْکَ إِنْ أَسَأْتَ مِنَ التَّوْبَةِ وَ لَمْ يُعَاجِلْکَ بِالنِّقْمَةِ وَ لَمْ يُعَيِّرْکَ بِالْإِنَابَةِ.

تمھارے حوالے کرسکتا ہو تو اسے غنیمت سمجھو اور مال اسی کے حوالے کردو اور زیادہ سے زیادہ اس کو دے دو کہ شاید بعد میں تلاش کرو اور وہ نہ مل سکے اور اسے بھی غنیمت سمجھو جو تمھاری دولتمندی کے دور میں تم سے قرض مانگے تاکہ اس دن ادا کردے جب تمھاری غربت کا دن ہو۔

مشکلات سے بخوبی نمٹنا

(۳۷) اور یاد رکھو کہ تمھارے سامنے بڑی دشوار گذار منزل ہے جس میں ہلکے بوجھ والا سنگین بار والے سے کہیں زیادہ بہتر ہوگا اور دھیرے چلنے والا تیز رفتار سے کہیں زیادہ بدحال ہوگا اور تمھاری منزل بہر حال جنت یا جہنم ہے لہذا اپنے نفس کے لئے منزل سے پہلے جگہ تلاش کرلو اور ورود سے پہلے اسے ہموار کرلو کہ موت کے بعد نہ خوشنودی حاصل کرنے کا کوئی امکان ہوگا اور نہ دنیا میں واپس آنے کا۔

اس بے نیاز کے سامنے ہاتھ پھیلانا جو تیرا کام بنا سکے

(۳۸) یاد رکھو کہ جس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کے تمام خزانے ہیں اس نے تم کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور قبولیت کی ضمانت دی ہے اور تمھیں مامور کیا ہے کہ تم سوال کرو تاکہ وہ عطا کرے اور تم طلب رحمت کرو تاکہ وہ تم پر رحم کرے۔ اس نے تمھارے اور اپنے درمیان کوئی حاجب نہیں رکھا ہے اور نہ تمھیں کسی سفارش کرنے والے کا محتاج بنایا ہے۔ گناہ کرنے کی صورت میں توبہ سے بھی نہیں روکا ہے اور عذاب میں جلدی بھی نہیں کی ہے۔ اور توبہ کرنے پر طعنے بھی نہیں دیتا ہے۔

﴿٣٩﴾ وَ لَمْ يَفْضَحْكَ حَيْثُ الْفَضِيحَةُ بِكَ أَوْلَى وَ لَمْ يُشَدِّدْ عَلَيْكَ فِي قَبُولِ الْإِنَابَةِ وَ لَمْ يُنَاقِشْكَ بِالْجَرِيمَةِ وَ لَمْ يُؤْيِسْكَ مِنَ الرَّحْمَةِ.

﴿٤٠﴾ بَلْ جَعَلَ نُزُوعَكَ عَنِ الذَّنْبِ حَسَنَةً وَ حَسَبَ سَيِّئَتَكَ وَاحِدَةً وَ حَسَبَ حَسَنَتَكَ عَشْراً وَ فَتَحَ لَكَ بَابَ الْمَتَابِ وَ بَابَ الِاسْتِعْتَابِ فَإِذَا نَادَيْتَهُ سَمِعَ نِدَاكَ وَ إِذَا نَاجَيْتَهُ عَلِمَ نَجْوَاكَ فَأَفْضَيْتَ إِلَيْهِ بِحَاجَتِكَ وَ أَبْثَثْتَهُ ذَاتَ نَفْسِكَ وَ شَكَوْتَ إِلَيْهِ هُمُومَكَ وَ اسْتَكْشَفْتَهُ كُرُوبَكَ وَ اسْتَعَنْتَهُ عَلَى أُمُورِكَ وَ سَأَلْتَهُ مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِهِ مَا لاَ يَقْدِرُ عَلَى إِعْطَائِهِ غَيْرُهُ مِنْ زِيَادَةِ الْأَعْمَارِ وَ صِحَّةِ الْأَبْدَانِ وَ سَعَةِ الْأَرْزَاقِ.

وہ کہ جو محبت ونوازش کا پیکر ہے

(۳۹) اور تمھیں رسوا بھی نہیں کرتا ہے اگر تم اس کے حقدار ہو۔ اس نے توبہ قبول کرنے میں بھی کسی سختی سے کام نہیں لیا ہے اور جرائم پر سخت محاسبہ کر کے رحمت سے مایوس بھی نہیں کیا ہے

رازِ دل رازدارِ حقیقی سے بیان کرو

(۴۰) بلکہ گناہوں سے علیحدگی کو بھی ایک حسنہ بنا دیا ہے اور پھر بُرائی میں ایک کو ایک شمار کیا ہے اور نیکیوں میں ایک کو دس بنا دیا ہے۔ توبہ اور طلب رضا کا دروازہ کھول دیا ہے کہ جب بھی آواز دو فوراً سُن لیتا ہے اور جب مناجات کرو تو اس سے بھی باخبر رہتا ہے۔ تم اپنی حاجتیں اس کے حوالے کر سکتے ہو اسے اپنے حالات بتا سکتے ہو۔ اپنے رنج غم کی شکایت کر سکتے ہو۔ اپنے حزن والم کے زوال کا مطالبہ کر سکتے ہو اپنے امور میں مدد مانگ سکتے ہو اور اس کے خزانہ رحمت سے اتنا سوال کر سکتے ہو جتنا کوئی دوسرا بہر حال نہیں دے سکتا ہے چاہے وہ عمر میں اضافہ ہو یا بدن کی صحت یا رزق کی وسعت۔

﴿۴۱﴾ ثُمَّ جَعَلَ فِي يَدَيْكَ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِهِ بِمَا أَذِنَ لَكَ فِيهِ مِنْ مَسْأَلَتِهِ فَمَتَى شِئْتَ اسْتَفْتَحْتَ بِالدُّعَاءِ أَبْوَابَ نِعْمَتِهِ وَ اسْتَمْطَرْتَ شَآبِيبَ رَحْمَتِهِ فَلَا يُقَنِّطَنَّكَ إِبْطَاءُ إِجَابَتِهِ فَإِنَّ الْعَطِيَّةَ عَلَى قَدْرِ النِّيَّةِ وَ رُبَّمَا أُخِّرَتْ عَنْكَ الْإِجَابَةُ لِيَكُونَ ذَلِكَ أَعْظَمَ لِأَجْرِ السَّائِلِ وَ أَجْزَلَ لِعَطَاءِ الْآمِلِ.

﴿۴۲﴾ وَ رُبَّمَا سَأَلْتَ الشَّيْءَ فَلَا تُؤْتَاهُ وَ أُوتِيتَ خَيْراً مِنْهُ عَاجِلًا أَوْ آجِلًا أَوْ صُرِفَ عَنْكَ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَكَ فَلَرُبَّ أَمْرٍ قَدْ طَلَبْتَهُ فِيهِ هَلَاكُ دِينِكَ لَوْ أُوتِيتَهُ فَلْتَكُنْ مَسْأَلَتُكَ فِيمَا يَبْقَى لَكَ جَمَالُهُ وَ يُنْفَى عَنْكَ وَبَالُهُ فَالْمَالُ لَا يَبْقَى لَكَ وَ لَا تَبْقَى لَهُ.

دعا کا تربیت سے رابطہ تنگا تنگ ہے

(۴۱) اس کے بعد اس نے دعا کی اجازت دے کر گویا خزائن رحمت کی کنجیاں تمھارے ہاتھ میں دے دی ہیں کہ جب چاہو ان کنجیوں سے نعمت کے دروازے کھول سکتے ہو اور رحمت کی بارشوں کو برسا سکتے ہو۔ لہذا خبردار قبولیت کی تاخیر تمھیں مایوس نہ کردے کہ عطیہ ہمیشہ بقدر نیت ہوا کرتا ہے اور کبھی کبھی قبولیت میں اس لئے تاخیر کردی جاتی ہے کہ اس میں سائل کے اجر میں اضافہ اور امیدوار کے عطیہ میں زیادتی کا امکان پایا جاتا ہے۔

اللہ جو تمام اچھائیوں کا مالک ہے اس سے طلب خیر کرو

(۴۲) اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی شے کا سوال کرو اور وہ نہ ملے لیکن اس کے بعد جلد یا دیر اس سے بہتر مل جائے یا اسے تمھاری بھلائی کے لئے روک دیا گیا ہو۔ اس لئے کہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس چیز کو تم نے طلب کیا ہے وہ اگر مل جائے تو دین کی بربادی کا خطرہ ہے۔ لہذا اسی چیز کا سوال کرو جس میں تمھارا حسن باقی رہے اور تم وبال سے محفوظ رہو۔ مال نہ باقی رہنے والا ہے اور نہ تم اس کے لئے باقی رہنے والے ہو۔

﴿۴۳﴾ وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّکَ إِنَّمَا خُلِقْتَ لِلآخِرَةِ لاَ لِلدُّنْيَا وَ لِلْفَنَاءِ لاَ لِلْبَقَاءِ وَ لِلْمَوْتِ لاَ لِلْحَيَاةِ وَ أَنَّکَ فِي قُلْعَةٍ وَ دَارِ بُلْغَةٍ وَ طَرِيقٍ إِلَى الآخِرَةِ وَ أَنَّکَ طَرِيدُ الْمَوْتِ الَّذِي لاَ يَنْجُو مِنْهُ هَارِبُهُ وَ لاَ يَفُوتُهُ طَالِبُهُ وَ لاَ بُدَّ أَنَّهُ مُدْرِکُهُ فَکُنْ مِنْهُ عَلَى حَذَرِ أَنْ يُدْرِکَکَ وَ أَنْتَ عَلَى حَالٍ سَيِّئَةٍ قَدْ کُنْتَ تُحَدِّثُ نَفْسَکَ مِنْهَا بِالتَّوْبَةِ فَيَحُولَ بَيْنَکَ وَ بَيْنَ ذَلِکَ فَإِذَا أَنْتَ قَدْ أَهْلَکْتَ نَفْسَکَ.

﴿۴۴﴾ يَا بُنَيَّ أَکْثِرْ مِنْ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَ ذِکْرِ مَا تَهْجُمُ عَلَيْهِ وَ تُفْضِي بَعْدَ الْمَوْتِ إِلَيْهِ حَتَّى يَأْتِيَکَ وَ قَدْ أَخَذْتَ مِنْهُ حِذْرَکَ وَ شَدَدْتَ لَهُ أَزْرَکَ وَ لاَ يَأْتِيَکَ بَغْتَةً فَيَبْهَرَکَ.

تربیت میں بلند فکری کی تاثیر

(۴۳) فرزند! یاد رکھو کہ تمھیں آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے دنیا کے لئے نہیں اور فنا کے لئے بنایا گیا ہے دنیا میں باقی رہنے کے لئے نہیں۔ تمھاری تخلیق موت کے لئے ہوئی ہے زندگی کے لئے نہیں اور تم اس گھر میں ہو جہاں سے بہر حال اُکھڑنا ہے اور صرف بقدر ضرورت سامان فراہم کرنا ہے۔ اور تم آخرت کے راستہ پر ہو۔ موت تمھارا پیچھا کئے ہوئے ہے جس سے کوئی بھاگنے والا بچ نہیں سکتا ہے اور اس کے ہاتھ سے نکل نہیں سکتا ہے۔ وہ بہر حال اسے پالے گی۔ لہذا اس کی طرف سے ہوشیار رہو کہ وہ تمھیں کسی بُرے حال میں پکڑ لے اور تم خالی توبہ کے لئے سوچتے ہی رہ جاؤ اور وہ تمھارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے کہ اس طرح گویا تم نے اپنے نفس کو ہلاک کر دیا۔

موت کی یاد: انسان کو واقع بین اور ایک کامیاب مربی بناتی ہے

(۴۴) فرزند! موت کو برابر یاد کرتے رہو اور ان حالات کو یاد کرتے رہو جن پر اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں تک موت کے بعد جانا ہے تا کہ وہ تمھارے پاس آئے تو تم احتیاطی سامان کر چکے ہو اور اپنی طاقت کو مضبوط بنا چکے ہو اور وہ اچانک آ کر تم پر قبضہ نہ کر لے۔

﴿۴۵﴾ وَ إِيَّاكَ أَنْ تَغْتَرَّ بِمَا تَرَى مِنْ إِخْلاَدِ أَهْلِ الدُّنْيَا إِلَيْهَا وَ تَكَالُبِهِمْ عَلَيْهَا فَقَدْ نَبَّأَكَ اللَّهُ عَنْهَا وَ نَعَتْ هِيَ لَكَ عَنْ نَفْسِهَا وَ تَكَشَّفَتْ لَكَ عَنْ مَسَاوِيهَا.

فَإِنَّمَا أَهْلُهَا كِلاَبٌ عَاوِيَةٌ وَ سِبَاعٌ ضَارِيَةٌ يَهِرُّ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ وَ يَأْكُلُ عَزِيزُهَا ذَلِيلَهَا وَ يَقْهَرُ كَبِيرُهَا صَغِيرَهَا نَعَمٌ مُعَقَّلَةٌ وَ أُخْرَى مُهْمَلَةٌ قَدْ أَضَلَّتْ عُقُولَهَا وَ رَكِبَتْ مَجْهُولَهَا سُرُوحُ عَاهَةٍ بِوَادٍ وَعْثٍ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ يُقِيمُهَا وَ لاَ مُسِيمٌ يُسِيمُهَا.

﴿۴۶﴾ سَلَكَتْ بِهِمُ الدُّنْيَا طَرِيقَ الْعَمَى وَ أَخَذَتْ بِأَبْصَارِهِمْ عَنْ مَنَارِ الْهُدَى فَتَاهُوا فِي حَيْرَتِهَا وَ غَرِقُوا فِي نِعْمَتِهَا وَ اتَّخَذُوهَا رَبّاً فَلَعِبَتْ بِهِمْ وَ لَعِبُوا بِهَا وَ نَسُوا مَا وَرَاءَهَا.

زندگی کے حقیقی پہلو سے واقف ہونا کامیاب تربیت کہلاتی ہے

(۴۵) اورخبردار اہل دنیا کو دنیا کی طرف جھکتے اوراس پر مرتے دیکھ کر تم دھوکہ میں نہ آ جانا کہ پروردگار تمھیں اس کے بارے میں بتا چکا ہے اور وہ خود بھی اپنے مصائب سنا چکی ہے اوراپنی بُرائیوں کوواضح کر چکی ہے۔دنیادار افراد صرف بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جہاں ایک دوسر پر بھونکتا ہے او رطاقت والا کمزور کو کھا جاتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل ڈالتا ہے۔یہ سب جانور ہیں جن میں بعض بندھے ہوئے ہیں اور بعض آوارہ۔جنھوں نے اپنی عقلیں گم کردی ہیں اورنا معلوم راستہ پر چل پڑے ہیں۔گویا دشوار گذار وادیوں میں مصیبتوں میں چرنے والے ہیں جہاں نہ کوئی چرواہا ہے جو سیدھے راستہ پر لگا سکے اور نہ کوئی چرانے والا ہے جو انھیں چرا سکے۔

(۴۶) دنیا نے انھیں گمراہی کے راستہ پر ڈال دیا ہے اوران کی بصارت کو منارہ ہدایت کے مقابلہ میں سلب کرلیا ہے اور وہ حیرت کے عالم میں سرگرداں ہیں اور نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔دنیا کو اپنا معبود بنالیا ہے اور وہ ان سے کھیل رہی ہے اور وہ اس سے کھیل رہے ہیں اور سب نے آخرت کو یکسر بھلا دیا ہے۔

﴿۴۷﴾ رُوَيْداً يُسْفِرُ الظَّلَامُ كَأَنْ قَدْ وَرَدَتِ الْأَظْعَانُ يُوشِكُ مَنْ أَسْرَعَ أَنْ يَلْحَقَ.

وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ مَنْ كَانَتْ مَطِيَّتُهُ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ فَإِنَّهُ يُسَارُ بِهِ وَ إِنْ كَانَ وَاقِفاً وَ يَقْطَعُ الْمَسَافَةَ وَ إِنْ كَانَ مُقِيماً وَادِعاً.

﴿۴۸﴾ وَ اعْلَمْ يَقِيناً أَنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ أَمَلَكَ وَ لَنْ تَعْدُوَ أَجَلَكَ وَ أَنَّكَ فِي سَبِيلِ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ فَخَفِّضْ فِي الطَّلَبِ وَ أَجْمِلْ فِي الْمُكْتَسَبِ فَإِنَّهُ رُبَّ طَلَبٍ قَدْ جَرَّ إِلَى حَرَبٍ وَ لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ بِمَرْزُوقٍ وَ لَا كُلُّ مُجْمِلٍ بِمَحْرُومٍ.

تربیت میں وقت کی اہمیت

(۴۷) ٹھہرو! اندھیرے کو چھٹنے دو۔ ایسا محسوس ہوگا جیسے قافلہ آخرت کی منزل میں اُتر چکے ہیں اور قریب ہے کہ تیز رفتار افراد اگلے لوگوں سے ملحق ہو جائیں۔

فرزند! یادرکھوں کہ جب شب و روز کی سواری پر سوار ہے وہ گویا سرگرم سفر ہے چاہے ٹھہرا ہی کیوں نہ رہے اور مسافت قطع کررہا ہے چاہے اطمینان سے مقیم ہی کیوں نہ رہے۔

تربیت کی اقتصاد میں تاثیر

کام اور زندگی میں لطف و مہربانی کے ساتھ پیش آئے!

(۴۸) یہ بات یقین کے ساتھ سمجھ لو کہ تم نہ ہر امید کو پا سکتے ہو اور نہ اجل سے آگے جا سکتے ہو۔ تم اگلے لوگوں کے راستہ ہی پر چل رہے ہو لہذا طلب میں نرم رفتاری سے کام لو اور کسب معاش میں میانہ روی اختیار کرو۔ ورنہ بہت سی طلب انسان کو مال کی محرومی تک پہونچا دیتی ہے اور ہر طلب کرنے والا کامیاب بھی نہیں ہوتا ہے اور نہ ہر اعتدال سے کام لینے ولا محروم ہی ہوتا ہے۔

﴿۴۹﴾ وَ أَكْرِمْ نَفْسَكَ عَنْ كُلِّ دَنِيَّةٍ وَ إِنْ سَاقَتْكَ إِلَى الرَّغَائِبِ فَإِنَّكَ لَنْ تَعْتَاضَ بِمَا تَبْذُلُ مِنْ نَفْسِكَ عِوَضاً وَ لاَ تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَ قَدْ جَعَلَكَ اللَّهُ حُرّاً وَ مَا خَيْرُ خَيْرٍ لاَ يُنَالُ إِلاَّ بِشَرٍّ وَ يُسْرٍ لاَ يُنَالُ إِلاَّ بِعُسْرٍ.

﴿۵۰﴾. وَ إِيَّاكَ أَنْ تُوجِفَ بِكَ مَطَايَا الطَّمَعِ فَتُورِدَكَ مَنَاهِلَ الْهَلَكَةِ.

﴿۵۱﴾ وَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَلاَّ يَكُونَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللَّهِ ذُو نِعْمَةٍ فَافْعَلْ فَإِنَّكَ مُدْرِكٌ قَسْمَكَ وَ آخِذٌ سَهْمَكَ وَ إِنَّ الْيَسِيرَ مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ أَعْظَمُ وَ أَكْرَمُ مِنَ الْكَثِيرِ مِنْ خَلْقِهِ وَ إِنْ كَانَ كُلٌّ مِنْهُ

اپنی شخصیت کا خیال رکھو

(۴۹) اپنے نفس کو ہر طرح کی پستی سے بلند تر رکھو چاہے وہ پستی پسندیدہ اشیاء تک پہونچا ہی کیوں نہ دے۔ اس لئے کہ جو عزت نفس دے دوگے اس کا کوئی بدلی نہیں مل سکتا اور خبردار کسی کے غلام نہ بن جانا جب کہ پروردگار نے تمھیں آزاد قرار دیا ہے دیکھو اس خیر میں کوئی خیر نہیں ہے جو شر کے ذریعے حاصل ہو اور وہ آسانی آسانی نہیں ہے جو دشواری کے راستہ سے ملے۔

حرص وطمع تربیت کا سب سے بڑا مانع ہے

(۵۰) خبردار طمع کی سواریاں تیز رفتاری دکھلا کر تمھیں ہلاکت کے چشموں پر نہ وارد کردیں۔

تربیت اور آزادی

(۵۱) اور اگر ممکن ہو کہ تمھارے اور خدا کے درمیان کوئی صاحب نعمت نہ آنے پائے تو ایسا ہی کرو کہ تمھیں تمھارا حصہ بہر حال ملنے والا ہے اور اپنا نصیب بہر حال لینے والے ہو اور اللہ کی طرف سے تھوڑا بھی مخلوقات کے بہت سے زیادہ بہتر ہوتا ہے اگر چہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔

«۵۲» وَ تَلَافِيكَ مَا فَرَطَ مِنْ صَمْتِكَ أَيْسَرُ مِنْ إِدْرَاكِكَ مَا فَاتَ مِنْ مَنْطِقِكَ.

«۵۳» وَ حِفْظُ مَا فِي الْوِعَاءِ بِشَدِّ الْوِكَاءِ، وَ حِفْظُ مَا فِي يَدَيْكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ طَلَبِ مَا فِي يَدَيْ غَيْرِكَ وَ مَرَارَةُ الْيَأْسِ خَيْرٌ مِنَ الطَّلَبِ إِلَى النَّاسِ وَ الْحِرْفَةُ مَعَ الْعِفَّةِ خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى مَعَ الْفُجُورِ وَ الْمَرْءُ أَحْفَظُ لِسِرِّهِ وَ رُبَّ سَاعٍ فِيمَا يَضُرُّهُ!.

ضرر رساں باتیں

(۵۲) خاموشی سے پیدا ہونے والی کوتاہی کی تلافی کر لینا گفتگو سے ہونے والے نقصان کے تدارک سے آسان تر ہے۔

تربیت اور بے نیازی

(۵۳) برتن کے اندر کا سامان منہ بند کر کے محفوظ کیا جاتا ہے اور اپنے ہاتھ کی دولت کا محفوظ کر لینا دوسرے کے ہاتھ کی نعمت کے طلب کرنے سے زیادہ بہتر ہے مایوسی کی تلخی کو برداشت کرنا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے اور پاکدامانی کے ساتھ محنت مشقت کرنا فسق و فجور کے ساتھ مالداری سے بہتر ہے۔

ہر انسان اپنے راز کو دوسروں سے زیادہ محفوظ رکھ سکتا ہے اور بہت سے لوگ ہیں جو اس امر کے لئے دوڑ رہے ہیں جو ان کے لئے نقصان دہ ہے۔

﴿۵۴﴾ مَنْ أَكْثَرَ أَهْجَرَ وَ مَنْ تَفَكَّرَ أَبْصَرَ قَارِنْ أَهْلَ الْخَيْرِ تَكُنْ مِنْهُمْ وَ بَايِنْ أَهْلَ الشَّرِّ تَبِنْ عَنْهُمْ بِئْسَ الطَّعَامُ الْحَرَامُ وَ ظُلْمُ الضَّعِيفِ أَفْحَشُ الظُّلْمِ إِذَا كَانَ الرِّفْقُ خُرْقاً كَانَ الْخُرْقُ رِفْقاً رُبَّمَا كَانَ الدَّوَاءُ دَاءً وَ الدَّاءُ دَوَاءً وَ رُبَّمَا نَصَحَ غَيْرُ النَّاصِحِ وَ غَشَّ الْمُسْتَنْصَحُ وَ إِيَّاكَ وَ الِاتِّكَالَ عَلَى الْمُنَى فَإِنَّهَا بَضَائِعُ النَّوْكَى وَ الْعَقْلُ حِفْظُ التَّجَارِبِ وَ خَيْرُ مَا جَرَّبْتَ مَا وَعَظَكَ.

﴿۵۵﴾ بَادِرِ الْفُرْصَةَ قَبْلَ أَنْ تَكُونَ غُصَّةً لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ يُصِيبُ وَ لَا كُلُّ غَائِبٍ يَئُوبُ وَ مِنَ الْفَسَادِ إِضَاعَةُ الزَّادِ وَ مَفْسَدَةُ الْمَعَادِ وَ لِكُلِّ أَمْرٍ عَاقِبَةٌ سَوْفَ يَأْتِيكَ مَا قُدِّرَ لَكَ التَّاجِرُ مُخَاطِرٌ وَ رُبَّ يَسِيرٍ أَنْمَى مِنْ كَثِيرٍ.

(۵۴) زیادہ بات کرنے والا بکواس کرنے لگتا ہے اور غور وفکر کرنے والا بصیر ہو جاتا ہے۔ اہل خیر کے ساتھ رہو تا کہ انھیں میں شمار ہو اور اہل شر سے الگ رہو تا کہ ان سے الگ حساب کیے جاؤ۔ بدترین طعام مال حرام ہے اور بدترین ظلم کمزور آدمی پر ظلم ہے۔ نرمی نامناسب ہو تو سختی ہی مناسب ہے۔ کبھی کبھی دوا مرض بن جاتی ہے اور مرض دوا اور کبھی کبھی غیر مخلص بھی نصیحت کی بات کر دیتا ہے اور کبھی کبھی مخلص بھی خیانت سے کام لے لیتا ہے۔ دیکھو خبردار خواہشات پر اعتماد نہ کرنا کہ یہ احمقوں کا سرمایہ ہیں۔ عقلمندی تجربات کے محفوظ رکھنے میں ہے اور بہترین تجربہ وہی ہے جس سے نصیحت حاصل ہو۔

(۵۵) فرصت سے فائدہ اٹھاؤ قبل اس کے کہ رنج واندوہ کا سامنا کرنا پڑے۔ ہر طلبگار مطلوب کو حاصل بھی نہیں کرتا ہے اور ہر غائب پلٹ کر بھی نہیں آتا ہے۔

فساد کی ایک قسم زادِ راہ کا ضائع کر دینا اور عاقبت کو برباد کر دینا بھی ہے۔ ہر امر کی ایک عاقبت ہے اور عنقریب وہ تمھیں مل جائے گا جو تمھارے لئے مقدر ہوا ہے تجارت کرنے والا وہی ہوتا ہے جو مال کو خطرہ میں ڈال سکے۔ بسا اوقات تھوڑا مال زیادہ سے زیادہ بابرکت ہوتا ہے۔

﴿٥٦﴾ لاَ خَيْرَ فِي مُعِينٍ مَهِينٍ وَ لاَ فِي صَدِيقٍ ظَنِينٍ سَاهِلِ الدَّهْرَ مَا ذَلَّ لَكَ قَعُودُهُ وَ لاَ تُخَاطِرْ بِشَيْءٍ رَجَاءَ أَكْثَرَ مِنْهُ وَ إِيَّاكَ أَنْ تَجْمَحَ بِكَ مَطِيَّةُ اللَّجَاجِ.

﴿٥٧﴾ احْمِلْ نَفْسَكَ مِنْ أَخِيكَ عِنْدَ صَرْمِهِ عَلَى الصِّلَةِ وَ عِنْدَ صُدُودِهِ عَلَى اللَّطَفِ وَ الْمُقَارَبَةِ وَ عِنْدَ جُمُودِهِ عَلَى الْبَذْلِ وَ عِنْدَ تَبَاعُدِهِ عَلَى الدُّنُوِّ وَ عِنْدَ شِدَّتِهِ عَلَى اللِّينِ وَ عِنْدَ جُرْمِهِ عَلَى الْعُذْرِ حَتَّى كَأَنَّكَ لَهُ عَبْدٌ وَ كَأَنَّهُ ذُو نِعْمَةٍ عَلَيْكَ وَ إِيَّاكَ أَنْ تَضَعَ ذَلِكَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ أَوْ أَنْ تَفْعَلَهُ بِغَيْرِ أَهْلِهِ.

﴿٥٨﴾ لاَ تَتَّخِذَنَّ عَدُوَّ صَدِيقِكَ صَدِيقاً فَتُعَادِيَ صَدِيقَكَ وَ امْحَضْ أَخَاكَ النَّصِيحَةَ حَسَنَةً كَانَتْ أَوْ قَبِيحَةً وَ تَجَرَّعِ الْغَيْظَ فَإِنِّي لَمْ أَرَ جُرْعَةً أَحْلَى مِنْهَا عَاقِبَةً وَ لاَ أَلَذَّ مَغَبَّةً.

(۵۶) اُس مددگار میں کوئی خیر نہیں ہے جو ذلیل ہو اور وہ دوست بیکار ہے جو بدنام ہو۔ زمانہ کے ساتھ سہولت کا برتاؤ کرو جب تک اس کا اونٹ قابو میں رہے اور کسی چیز کو اس سے زیادہ کی امید میں خطرہ میں مت ڈالوں۔ خبردار کہیں دشمنی اور عناد کی سواری تم سے منہ زوری نہ کرنے لگے۔

زندگی کی رسم ورواج

(۱) دوستی اور پاسداری محبت

(۵۷) اپنے نفس کو اپنے بھائی کے بارے میں قطع تعلق کے مقابلہ میں تعلقات اعراض کے مقابلہ میں مہربانی۔ بخل کے مقابلہ میں عطا، دوری کے مقابلہ میں قربت، شدت کے مقابلہ میں نرمی اور جرم کے موقع پر معذرت کے لئے آمادہ کرو گویا کہ تم اس کے بندے ہو اور اس نے تم پر کوئی احسان کیا ہے اور خبردار احسان کو بھی بے محل نہ قرار دینا اور نہ کسی نااہل کے ساتھ احسان کرنا۔

(۵۸) اپنے دشمن کے دوست کو اپنا دوست نہ بنانا کہ تم اپنے دوست کے دشمن ہو جاؤ اور اپنے بھائی کو مخلصانہ نصیحت کرتے رہنا چاہے اسے اچھی لگیں یا بُری۔ غصہ کو پی جاؤ کہ میں نے انجام کار کے اعتبار سے اس سے زیادہ شریں کوئی گھونٹ نہیں دیکھا ہے اور نہ عاقبت کے لحاظ سے لذیذ تر۔

﴿۵۹﴾ وَ لِنْ لِمَنْ غَالَظَکَ فَإِنَّهُ یُوشِکُ أَنْ یَلِینَ لَکَ وَ خُذْ عَلَى عَدُوِّکَ بِالْفَضْلِ فَإِنَّهُ أَحْلَى الظَّفَرَیْنِ وَ إِنْ أَرَدْتَ قَطِیعَةَ أَخِیکَ فَاسْتَبْقِ لَهُ مِنْ نَفْسِکَ بَقِیَّةً یَرْجِعُ إِلَیْهَا إِنْ بَدَا لَهُ ذَلِکَ یَوْماً مَا وَ مَنْ ظَنَّ بِکَ خَیْراً فَصَدِّقْ ظَنَّهُ.

﴿۶۰﴾ وَ لاَ تُضِیعَنَّ حَقَّ أَخِیکَ اتِّکَالاً عَلَى مَا بَیْنَکَ وَ بَیْنَهُ فَإِنَّهُ لَیْسَ لَکَ بِأَخٍ مَنْ أَضَعْتَ حَقَّهُ وَ لاَ یَکُنْ أَهْلُکَ أَشْقَى الْخَلْقِ بِکَ وَ لاَ تَرْغَبَنَّ فِیمَنْ زَهِدَ عَنْکَ وَ لاَ یَکُونَنَّ أَخُوکَ أَقْوَى عَلَى قَطِیعَتِکَ مِنْکَ عَلَى صِلَتِهِ وَ لاَ تَکُونَنَّ عَلَى الْإِسَاءَةِ أَقْوَى مِنْکَ عَلَى الْإِحْسَانِ وَ لاَ یَکْبُرَنَّ عَلَیْکَ ظُلْمُ مَنْ ظَلَمَکَ فَإِنَّهُ یَسْعَى فِی مَضَرَّتِهِ وَ نَفْعِکَ وَ لَیْسَ جَزَاءُ مَنْ سَرَّکَ أَنْ تَسُوءَهُ.

(۲) صلح و دوستی کے پل کو ویران نکرو!

(۵۹) اور جو تمھارے ساتھ سختی کرے اس کے لئے نرم ہو جاؤ شاید کبھی وہ بھی نرم ہو جائے۔ اپنے دشمن کے ساتھ احسان کرو کہ اس میں دو میں سے ایک کامیابی اور شیرین ترین کامیابی ہے اور اگر اپنے بھائی سے قطع تعلق کرنا چاہو تو اپنے نفس میں اتنی گنجائش رکھو کہ اگر اسے کسی دن واپسی کا خیال پیدا ہوا تو واپس آ سکے۔ جو تمھارے بارے میں اچھا خیال رکھے اس کے خیال کو غلط نہ ہونے دینا۔

(۳) دوستی کے حقوق کو ادا کرنا

(۶۰) باہمی راوبط کی بنا پر کسی بھائی کے حق کو ضائع نہ کرنا کہ جس کے حق کو ضائع کر دیا پھر وہ واقعاً بھائی نہیں ہے اور دیکھو تمھارے گھر والے تمھاری وجہ سے بدبخت نہ ہونے پائیں اور جو تم سے کنارہ کش ہونا چاہے اس کے پیچھے نہ لگے رہو۔ تمھارا کوئی بھائی قطع تعلقات میں تم پر بازی نہ لے جائے اور تم تعلقات مضبوط کر لو اور خبردار برُائی کرنے میں نیکی کرنے سے زیادہ طاقت کا مظاہرہ نہ کرنا اور کسی ظالم کے ظلم کو بہت بڑا تصور نہ کرنا کہ وہ اپنے کو نقصان پہونچا رہا ہے اور تمھیں فائدہ پہونچا رہا ہے اور تمھیں جو فائدہ پہونچائے اس کی جزا یہ نہیں ہے کہ تم اس کے ساتھ برُائی کرو۔

﴿۶۱﴾ وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ الرِّزْقَ رِزْقَانِ رِزْقٌ تَطْلُبُهُ وَ رِزْقٌ يَطْلُبُكَ فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَأْتِهِ أَتَاكَ مَا أَقْبَحَ الْخُضُوعَ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَ الْجَفَاءَ عِنْدَ الْغِنَى إِنَّمَا لَكَ مِنْ دُنْيَاكَ مَا أَصْلَحْتَ بِهِ مَثْوَاكَ وَ إِنْ كُنْتَ جَازِعاً عَلَى مَا تَفَلَّتَ مِنْ يَدَيْكَ فَاجْزَعْ عَلَى كُلِّ مَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْكَ اسْتَدِلَّ عَلَى مَا لَمْ يَكُنْ بِمَا قَدْ كَانَ فَإِنَّ الْأُمُورَ أَشْبَاهٌ.

﴿۶۲﴾ وَ لاَ تَكُونَنَّ مِمَّنْ لاَ تَنْفَعُهُ الْعِظَةُ إِلَّا إِذَا بَالَغْتَ فِي إِيلاَمِهِ فَإِنَّ الْعَاقِلَ يَتَّعِظُ بِالْآدَابِ وَ الْبَهَائِمَ لاَ تَتَّعِظُ إِلَّا بِالضَّرْبِ. اطْرَحْ عَنْكَ وَارِدَاتِ الْهُمُومِ بِعَزَائِمِ الصَّبْرِ وَ حُسْنِ الْيَقِينِ مَنْ تَرَكَ الْقَصْدَ جَارَ وَ الصَّاحِبُ مُنَاسِبٌ وَ الصَّدِيقُ مَنْ صَدَقَ غَيْبُهُ وَ الْهَوَى شَرِيكُ الْعَمَى.

اہم ترین نقطہ تربیت خدا پر اعتماد کرنا ہے

(۶۱) اور فرزند! یاد رکھو رزق کی دو قسمیں ہیں۔ایک رزق وہ جسے تم تلاش کر رہے ہو اور ایک رزق وہ ہے جو تم کو تلاش کر رہا ہے کہ اگر تم اس تک نہ جاؤ گے تو وہ خود تم تک آجائے گا۔ضرورت کے وقت خضوع و خشوع کا اظہار کس قدر ذلیل ترین بات ہے اور بے نیازی کے عالم میں بدسلوکی کس قدر قبیح حرکت ہے۔اس دنیا میں تمھارا حصہ اتنا ہی ہے جس سے اپنی عاقبت کا انتظام کر سکو۔اور کسی چیز کے ہاتھ سے نکل جانے پر پریشانی کا اظہار کرنا ہے تو ہر اس چیز پر بھی فریاد کرو جو تم تک نہیں پہونچی ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے اس کے ذریعہ اس کا پتہ لگاؤ جو ہونے والا ہے کہ معاملات تمام کے تمام ایک ہی جیسے ہیں۔

ادب، نہ غصہ

(۶۲) اور خبردار ان لوگوں میں نہ ہو جاؤ جن پر اس وقت تک نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی ہے جب تک پوری طرح تکلیف نہ پہونچائی جائے اس لئے کہ انسان عاقل ادب سے نصیحت حاصل کرتا ہے اور جانور مار پیٹ سے سیدھا ہوتا ہے۔دنیا میں وارد ہونے والے ہموم و آلام کو صبر کے عزائم اور یقین کے حسن کے ذریعہ رد کر دو۔ یاد رکھو کہ جس نے بھی اعتدال کو چھوڑا وہ منحرف ہو گیا ۔ساتھی ایک طرح کا شریک نسب ہوتا ہے اور دوست وہ ہے جو غیبت میں بھی سچا دوست رہے۔خواہش اندھے پن کی شریک کار ہوتی ہے۔

﴿۶۳﴾ وَ رُبَّ بَعِيدٍ أَقْرَبُ مِنْ قَرِيبٍ وَ قَرِيبٍ أَبْعَدُ مِنْ بَعِيدٍ وَ الْغَرِيبُ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَبِيبٌ مَنْ تَعَدَّى الْحَقَّ ضَاقَ مَذْهَبُهُ وَ مَنِ اقْتَصَرَ عَلَى قَدْرِهِ كَانَ أَبْقَى لَهُ وَ أَوْثَقُ سَبَبٍ أَخَذْتَ بِهِ سَبَبٌ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ مَنْ لَمْ يُبَالِكَ فَهُوَ عَدُوُّكَ قَدْ يَكُونُ الْيَأْسُ إِدْرَاكاً إِذَا كَانَ الطَّمَعُ هَلَاكاً لَيْسَ كُلُّ عَوْرَةٍ تَظْهَرُ وَ لَا كُلُّ فُرْصَةٍ تُصَابُ وَ رُبَّمَا أَخْطَأَ الْبَصِيرُ قَصْدَهُ وَ أَصَابَ الْأَعْمَى رُشْدَهُ.

﴿۶۴﴾ أَخِّرِ الشَّرَّ فَإِنَّكَ إِذَا شِئْتَ تَعَجَّلْتَهُ وَ قَطِيعَةُ الْجَاهِلِ تَعْدِلُ صِلَةَ الْعَاقِلِ مَنْ أَمِنَ الزَّمَانَ خَانَهُ وَ مَنْ أَعْظَمَهُ أَهَانَهُ لَيْسَ كُلُّ مَنْ رَمَى أَصَابَ إِذَا تَغَيَّرَ السُّلْطَانُ تَغَيَّرَ الزَّمَانُ سَلْ عَنِ الرَّفِيقِ قَبْلَ الطَّرِيقِ وَ عَنِ الْجَارِ قَبْلَ الدَّارِ إِيَّاكَ أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْكَلَامِ مَا يَكُونُ مُضْحِكاً وَ إِنْ حَكَيْتَ ذَلِكَ عَنْ غَيْرِكَ.

تربیت میں دوست بنانے کی اہمیت

(۶۳) بہت سے دور والے ایسے ہوتے ہیں جو قریب والوں سے قریب تر ہوتے ہیں اور بہت سے قریب والے دور والوں سے زیادہ دور ہوتے ہیں۔ غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ جو حق سے آگے بڑھ جائے اس کے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اور جو اپنی حیثیت پر قائم رہتا ہے اس کی عزت باقی رہ جاتی ہے۔ تمھارے ہاتھوں میں مضبوط ترین وسیلہ تمھارا اور خدا کا رشتہ ہے۔ اور جو تمھاری پرواہ نہ کرے وہی تمھارا دشمن ہے۔ کبھی کبھی مایوسی بھی کامیابی بن جاتی ہے جب حرص وطمع موجب ہلاکت ہو۔ ہر عیب ظاہر نہیں ہوا کرتا ہے اور نہ ہر فرصت کا موقع بار بار ملا کرتا ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آنکھوں والا راستہ سے بھٹک جاتا ہے اور اندھا سیدھے راستہ کو پالیتا ہے۔

تربیت اور دوستی

(۶۴) برائی کو پس پشت ڈالتے رہو کہ جب بھی چاہو اس کی طرف بڑھ سکتے ہو۔ جاہل سے قطع تعلق عاقل سے تعلقات کے برابر ہے۔ جو زمانہ کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے زمانہ اس سے خیانت کرتا ہے اور جو اسے بڑا سمجھتا ہے اسے ذلیل کر دیتا ہے۔ ہر تیرانداز کا تیر نشانہ پر نہیں بیٹھتا ہے۔ جب حاکم بدل جاتا ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے۔ رفیق سفر کے بارے میں راستہ پر چلنے سے پہلے دریافت کرو اور ہمسایہ کے بارے میں اپنے گھر سے پہلے خبرگیری کرو۔ خبردار ایسی کوئی بات نہ کرنا جو مضحکہ خیز ہو چاہے دوسروں ہی کی طرف سے نقل کی جائے۔

﴿٦٥﴾ وَ إِيَّاكَ وَ مُشَاوَرَةَ النِّسَاءِ فَإِنَّ رَأْيَهُنَّ إِلَى أَفْنٍ وَ عَزْمَهُنَّ إِلَى وَهْنٍ وَ اكْفُفْ عَلَيْهِنَّ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ بِحِجَابِكَ إِيَّاهُنَّ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحِجَابِ أَبْقَى عَلَيْهِنَّ وَلَيْسَ خُرُوجُهُنَّ بِأَشَدَّ مِنْ إِدْخَالِكَ مَنْ لاَ يُوثَقُ بِهِ عَلَيْهِنَّ. وَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَلَّا يَعْرِفْنَ غَيْرَكَ فَافْعَلْ وَ لاَ تُمَلِّكِ الْمَرْأَةَ مِنْ أَمْرِهَا مَا جَاوَزَ نَفْسَهَا فَإِنَّ الْمَرْأَةَ رَيْحَانَةٌ وَ لَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ وَ لاَ تَعْدُ بِكَرَامَتِهَا نَفْسَهَا وَ لاَ تُطْمِعْهَا فِي أَنْ تَشْفَعَ لِغَيْرِهَا.

﴿٦٦﴾ وَ إِيَّاكَ وَ التَّغَايُرَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِ غَيْرَةٍ فَإِنَّ ذَلِكَ يَدْعُو الصَّحِيحَةَ إِلَى السَّقَمِ وَ الْبَرِيئَةَ إِلَى الرِّيَبِ.

آبرو کا حفظ کرنا: عورتوں کی شخصیت کا صدف

(۶۵) خبردار۔عورتوں سے مشورہ نہ کرنا کہ ان کی رائے کمزور اور ان کا ارادہ سُست ہوتا ہے۔انھیں پردہ میں رکھ کر ان کی نگاہوں کو تاک جھانک سے محفوظ رکھو کہ پردہ کی سختی ان کی عزت و آبرو کو باقی رکھنے والی ہے اور ان کا گھر سے نکل جانا غیر معتبر افراد کے اپنے گھر میں داخل کرنے سے زیادہ خطرناک نہیں ہے۔اگر ممکن ہو کہ وہ تمھارے علاوہ کسی کو نہ پہچانیں تو ایسا ہی کرو اور خبردار انھیں ان کے ذاتی مسائل سے زیادہ اختیارات نہ دو اس لئے کہ عورت ایک پھول ہے اور حاکم و متصرف نہیں ہے۔اس کے پاس ولحاظ کو اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور اس میں دوسروں کی سفارش کا حوصلہ نہ پیدا ہونے دو۔

(۶۶) دیکھو خبردار غیرت کے مواقع کے علاوہ غیرت کا اظہار مت کرنا کہ اس طرح اچھی عورت بھی بُرائی کے راستہ پر چلی جائے گی اور بے عیب بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔

﴿۶۷﴾ وَ اجْعَلْ لِكُلِّ إِنْسَانٍ مِنْ خَدَمِكَ عَمَلًا تَأْخُذُهُ بِهِ فَإِنَّهُ أَحْرَى أَلَّا يَتَوَاكَلُوا فِي خِدْمَتِكَ وَ أَكْرِمْ عَشِيرَتَكَ فَإِنَّهُمْ جَنَاحُكَ الَّذِي بِهِ تَطِيرُ وَ أَصْلُكَ الَّذِي إِلَيْهِ تَصِيرُ وَ يَدُكَ الَّتِي بِهَا تَصُولُ.

﴿۶۸﴾ اسْتَوْدِعِ اللَّهَ دِينَكَ وَ دُنْيَاكَ وَ اسْأَلْهُ خَيْرَ الْقَضَاءِ لَكَ فِي الْعَاجِلَةِ وَ الْآجِلَةِ وَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ السَّلَامُ.

تربیت اور مدیریت

(۶۷) اپنے ہر خادم کے لئے عمل مقرر کردو جس کا محاسبہ کرسکو کہ یہ بات ایک دوسرے کے حوالہ کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اپنے قبیلہ کا احترام کرو کہ یہی تمھارے لئے پرواز کا مرتبہ رکھتے ہیں اور یہی تمھاری اصل ہیں جن کی طرف تمھاری بازگشت ہے اور تمھارے ہاتھ ہیں جن کے ذریعہ حملہ کرسکتے ہو۔

تربیت میں دعا کی تاثیر

(۶۸) اپنے دین و دنیا کو پروردگار کے حوالہ کردو اور اس سے دعا کرو کہ تمھارے حق میں دنیا و آخرت میں بہترین فیصلہ کرے۔

والسلام

اس کتاب کی تألیف میں

مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا ہے۔

قرآن کریم	
اصول کافی	مرحوم کلینی
آشنائی بانظام تربیتی اسلام	سید ابوالحسن حسینی اویانی
الامالی للصدوق	شیخ صدوق
بحارالانوار	علامہ مجلسی
اسلام وتعلیم وتربیت	آیۃ...امینی
تفسیر روح البیان	شیخ اسماعیل حقی برسوی
ترجمہ وحاشیہ قرآن کریم	علامہ شیخ محسن علی نجفی
التہذیب	شیخ طوسی
ترجمہ نہج البلاغہ	علامہ مفتی جعفر حسین
تحف العقول	ابن شعبہ الحرانی
ترجمہ وحاشیہ نہج البلاغہ	مرحوم علامہ ذیشان جوادی
تربیت فرزند از نظر اسلام	آیۃ...مظاہری

تعلیم وتربیت در نہج البلاغہ	عبدالمجید زہادت
حقوق فرزندان در مکتب اہلبیتؑ	محمد جواد طبسی
الجعفریات	محمد بن محمد بن اشعث کوفی
درآمدی بر نظام تربیتی اسلام	محمد علی حاجی دہ آبادی
روضۃ الواعظین	محمد بن حسن فتال نیشابوری
زندگی و پرورش کودک	ژان پیاژہ
شرح نہج البلاغہ	ابن ابی الحدید
صحیفہ سجادیہ	امام سجاد علیہ السلام
عوالی اللآلی	ابن ابی جمہور احسائی
فلسفہ تعلیم وتربیت	دفتر حوزہ ودانشگاہ
فقہ الرضاؑ	امام رضا علیہ السلام
فرزندم چنین باش	سید جمال الدین دین پرور
کنز العمال	متقی الہندی
لسان العرب	علامہ ابن منظور
مستدرک الوسائل	محدث نوری

مکارم الاخلاق	مرحوم طبرسی
مصباح	ابراہیم بن علی عاملی کفعمی
من لا یحضرہ الفقیہ	شیخ صدوق
المقنعہ	شیخ مفید
مسؤلیت تربیت	محمد دشتی
نہج البلاغہ	سید شریف رضی
نزہۃ الناظرہ	یحیی بن سعید حلی
وسائل الشیعہ	شیخ حر عاملی

فہرست

مقدمہ ۵

پہلا حصہ

(تربیت، قرآن وسنت کی روشنی میں)

تربیت؟ ۱۴
تربیت قرآن کی نگاہ میں ۱۶
تربیت ائمہ معصومینؑ کی نگاہ میں ۲۰
عوامل تربیت ۲۳
قانونِ وراثت ۲۳
خاندان ۲۸
والدین کا فرائض ۳۱
ماحول ۳۷
اسلام کی نگاہ میں ماحول کی اہمیت ۳۸
اسکول اور استاد ۴۱
دوست واحباب ۴۶

دوسرا حصہ

(تربیت، امام علیؑ کے مکتوب کی روشنی میں)

کچھ خطبہ کے بارے میں ۴۹

پروش کرنے والا باپ ۵۲

تربیت کی ضرورت ۵۴

تقویٰ، تربیت کی ضمانت ۵۴

تربیت میں موعظہ کی اہمیت ۵۶

نہیں جانتے! نہ کہو! حیران ہو: ٹھر جاؤ ۵۸

تربیت کے لئے راہ ہموار کرنا ۵۸

زیور اخلاق سے اراستہ ہونا ۵۸

تربیت میں امن وپناہ کا مقام ۶۰

تربیت میں نیکی کی طرف ہدایت کرنے کا کردار ۶۰

پرورش کرنے والے اور اس کے دستور کو غور سے سننا ۶۰

تربیت میں تاخیر نفسیاتی بیماریوں کا سبب بنتی ہے ۶۲

معلّم اور والدین کی ذمہ داری ۶۲

مفکراور تاریخ بین معلم ۶۴
تمھارے لئے ۶۴
تربیت میں تاریخ کا کردار ۶۶
اہم ترین اصل تربیت ۶۸
عداوتوں اور خطاؤں سے پرہیز کرو ۶۸
خدا سے مدد طلب کرنا تربیت کے لئے اہم شی ہے ۷۰
تربیت کو قبول کرنے کے لئے روحی آمادگی ۷۰
جوانوں میں خدائی سوچ پیدا کرنا ۷۲
تربیت میں بحرانی مواقع کی پیش بینی ۷۲
مکاتب فکر کا پیش کرنا ۷۴
تربیت میں حقیقتوں کی شناخت ۷۶
تربیت میں نمونہ عمل کی اہمیت ۷۶
دوسروں کے ساتھ روابط برقرار کرنا ۷۸
خطا، گمراہی اور اسکی جگہیں ۸۰
مدد اور مددگار ۸۰

مشکلات سے بخوبی نمٹنا ۸۲
اس بے نیاز کے سامنے ہاتھ پھیلانا جو تیرا کام بنا سکے ۸۲
وہ کہ جو محبت و نوازش کا پیکر ہے ۸۴
رازِ دل رازدارِ حقیقی سے بیان کرو ۸۴
دُعا کا تربیت سے رابطہ تنگا تنگ ہے ۸۶
اللہ جو تمام اچھائیوں کا مالک ہے اس سے طلب خیر کرو ۸۶
تربیت میں بلند فکری کی تاثیر ۸۸
موت کی یاد: انسان کو واقع بین اور ایک کامیاب مربی بناتی ہے ۸۸
زندگی کے حقیقی پہلو سے واقف ہونا کامیاب تربیت کہلاتی ہے ۹۰
تربیت میں وقت کی اہمیت ۹۲
تربیت کی اقتصاد میں تاثیر ۹۲
اپنی شخصیت کا خیال رکھو ۹۴
حرص و طمع تربیت کا سب سے بڑا مانع ہے ۹۴
تربیت اور آزادی ۹۴
ضرر رساں باتیں ۹۶

تربیت اور بے نیازی ۹۶
تربیت کے عوامل و موانع ۹۸
زندگی کی رسم و رواج ۱۰۰
اہم ترین نقطہ تربیت خدا پر اعتماد کرنا ۱۰۴
ادب، نہ غصہ ۱۰۴
تربیت میں دوست بنانے کی اہمیت ۱۰۶
تربیت اور دوستی ۱۰۶
آبرو کا حفظ کرنا: عورتوں کی شخصیت کا صدف ۱۰۸
تربیت اور مدیریت ۱۱۰
تربیت میں دُعا کی تاثیر ۱۱۰
منابع ۱۱۱

مؤلف کی ایک اور تالیف

UPBRINGING

WAY

PROSPERITY OF MANKIND

BY

MUHMMAD BAQIR DANISH

Cultural Publishing Institute of Ansari

Qom - Passage qods - last floor - no 174

Tel. Fax: 7731137